Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ہفت روزہ

بدر

BADR

The weekly Qadian

قادیان

شمارہ 22

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

29 رجب 1435 ہجری 29 ہجرت 1393 ہش 29 مئی 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا فی عمرہ و امرہ۔

اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا یہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہوسکتے ہیں۔ سو اُنہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقاتِ نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اِسمی اور رَسمی اسلام پر نازمت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصوّر ہوسکتے ہیں مگر اصل مدّعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہوجائے یا عالمیّت اور فاضلیّت کا خطاب حاصل کرلیا جائے اور شاید مدّت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہوسکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ سوجاگو اور ہوشیار ہوجاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو در حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار وانحصار اِن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہوسکتا اور اُس آسمانی نُور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دُور کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلّی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اوّل تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدّعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھیرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہوجائے۔ اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خِلقت کی علّت غائی ہے بیّن طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دُور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہوسکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سیکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جق جق بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہاں ہے تم میں انصاف! کہاں ہے تم میں امانت! کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیّوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ایسا ہرگز نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانتِ رائے کے مدعی ہو مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دُور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہوجاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔ کیا بد قسمتی ہے کہ ایک بڑے امرِ اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گزشتنی گزاشتنی امور ہیں اُن کی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے کہ جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دے گا مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو۔ اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لے کر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔ اور اِن تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہاں تک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیوں کر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیرّ کو اُس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بُھلادو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو   یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

(روحانی خزائن جلد ۳ فتح اسلام صفحہ 41 تا 44)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدر آباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 20

روزنامہ ''منصف'' حیدر آباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور'' قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کر دیا جاتا ہے۔''منصف'' کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہر حال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں اس کا جواب شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی ڈھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

پیشگوئی مصلح موعودؓ کی جن شقوں پر معترض نے اعتراض کیا ان میں بعض یہ بھی تھیں کہ:

''تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا..... اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی ـــ۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلا دے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس کے متعلق معترض نے جو احمقانہ تجزیہ کیا اس کے مطابق:

''دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ آئندہ مبارکہ [1] سے مرزا کی شادی ہوگی اور اس سے مرزا کی نسل خوب پھیلے گی۔ اس اشتہار کے بعد مرزا کے نکاح میں کوئی بھی خاتون نہ آسکی..... تھوڑے عرصہ بعد مرزا نے یہ ظاہر کیا کہ ایک اُجڑے ہوئے گھر کے آباد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی شادی اس کی چچیری بہن کی ایک لڑکی محمدی بیگم سے ہوگی لیکن یہ شادی کبھی بھی نہ ہوسکی......... جہاں تک مرزا کی اولاد کے سرسبز وشاداب رہنے کا تعلق ہے اس کا اندازہ وہ لوگ اچھی طرح لگا سکتے ہیں جنہیں آج کل پاکستان میں قادیانیوں کے حالات کا علم ہے یا جنہوں نے 1947ء میں قادیان کی تباہی کی داستان پڑھی ہوگی۔'' (اخبار منصف مورخہ 29 نومبر 2013ء)

اب اس سارے بیان سے معترض کے مبلغ العلم کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ساری دشواری معترض کو خود تحقیق نہ کرنے کے نتیجہ میں آئی۔ اگر خود تحقیق کرتے تو ایسا غیر معیاری بیان دینے کی جرأت شاید نہ کرتے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے ہر حال میں جھوٹ ہی بولنے کی قسم کھا رکھی ہو۔

[1] پیشگوئی کے الفاظ ہیں ''خواتین مبارکہ سے..... تیری نسل بہت ہوگی''، جس کا مطلب ہے مبارک خواتین۔ لیکن منصف کے ایڈیٹر نے اسے مبارکہ کر دیا اور شادی کا لفظ بھی اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ ایسی شرمناک تحریف تو شاید یہودیوں کے ہاں بھی نہ ملے۔ افسوس کا مقام ہے کہ مخالفین احمدیت حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں ہر شرمناک طریق کو اختیار کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ خواتین مبارکہ سے آپ کی نسل بہت پھیلے گی تو اگرچہ آپ نے بعض الہامات کی بنا پر یہ لکھا کہ:

''اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور ایک پارساطبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی۔''

(مکتوب مورخہ 8 جون 1886ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 صفحہ 5-6)

اس ضمن میں مخالفین احمدیت محمدی بیگم سے رشتے والی پیشگوئی کو بہت اچھالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس پیشگوئی کے کیا اسباب تھے اور کس طرح یہ پیشگوئی بعینہٖ لفظ بلفظ اپنی پوری شرائط کے ساتھ پوری ہوئی اس کا ذکر آگے آئے گا۔

اس جگہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اگرچہ بعض الہامات کی بنا پر آپؑ کا یہ خیال تھا کہ ہوسکتا ہے ایک اور شادی کرنی پڑے اور وہ موعود لڑکا اسی شادی سے ہو۔ لیکن ابتداء سے یہ قرار پاچکا تھا کہ آپ کو اسی شادی سے جو حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے ہوئی تھی بکثرت نیک اور دیندار اولاد دی جائے گی چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ بَشَّرَنِیْ فِیْٓ اَبْنَآئِیْ بَشَارَۃٍ حَتّٰی بَلَغَ عَدَدَھُمْ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّاَنْبَاَنِیْ بِھِمْ قَبْلَ وُجُوْدِھِمْ بِالْاِلْھَامِ۔

(انجام آتھم صفحہ 182 روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 182)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ اس جگہ واضح ہو کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ سے عطا کیں۔ اور ان میں سے ہر بچہ خدا تعالیٰ کی بشارت سے ہوا۔ لیکن حضرت اماں جان کی نرینہ اولاد میں سے صرف تین ہی بلوغت کی عمر کو پہنچے۔

چنانچہ سیرت المہدی میں حضرت اماں جانؓ فرماتی ہیں:

''جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھہر کر پھر واپس دہلی چلی گئی تو ان ایام میں حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں۔''

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 73)

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا بشیر اول اور حضرت مرزا مبارک احمد ایام طفولیت میں ہی خدائی پیشگوئیوں کے مطابق وفات پاگئے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب اور لڑکیوں میں سے حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے لمبی عمر پائی۔

ان پانچ بچوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بکثرت پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں سے نوازا۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ حضرت ام المومنین کا بڑا احترام کرتے تھے اور انہیں شعائر اللہ میں سے قرار دیتے تھے۔

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے مانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ ساری مبشر اولاد حضرت اماں جان سے عطا کی چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''ہمیں اس رشتہ (محمدی بیگم کا رشتہ۔ناقل) کی درخواست کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ سب ضرورتوں کو خدا تعالیٰ نے پورا کر دیا تھا۔ اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا۔''

(اشتہار 15 جولائی 1888)

اس جگہ مختصراً یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض الہامات کی بنا پر یہ سمجھا تھا کہ شاید وہ موعود لڑکا کسی دوسری شادی سے ہوگا۔ لیکن ماقبل پیشگوئیوں اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت وہ موعود لڑکا اور ساری اولاد حضرت اُم المومنینؓ سے ہی ہونی تھی۔ محمدی بیگم سے رشتے کی وجوہات اور تھیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

دوسرے اس پیشگوئی میں خواتین مبارکہ سے مراد حضرت اماں جانؓ کے علاوہ وہ مبارک خواتین بھی تھیں جو آپؑ کے بیٹوں کے عقد میں آئیں اور پھر بیٹوں کے بیٹوں کے عقد میں آئیں اور ان سے آپؑ کی نسل بکثرت دنیا کے دور دراز ملکوں میں پھیل گئی۔ گویا اس الہام میں خاص طور پر حضرت اماں جانؓ کے بعد خاندان میں شامل ہونے والی ان خواتین مبارکہ کی طرف بھی اشارہ ہے جو دوسرے گھروں میں پیدا ہوئیں مگر خدا کی نوازش نے اُن کو چُنا اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک خاندان میں شامل کر دیا۔ اور ایسے رنگ میں داخل کر دیا کہ وہ ذریت طیبہ کی ماں بن گئیں یہ تو آپ کی جسمانی اولاد تھی اور روحانی اولاد کا تو شمار ہی نہیں۔ بلکہ وہ دن بھی دور نہیں جب آپ کی پیشگوئی کے مطابق روس ہی نہیں ساری دنیا میں ریت کے ذرّوں کی مانند آپ کے ماننے والے پھیل جائیں گے اور پھیل رہے ہیں۔ معاندین احمدیت جدھر نظر اُٹھائیں گے اُنہیں احمدی ہی احمدی نظر آئیں گے۔ اور اپنی آنکھوں سے اپنی ناکام حسرتوں کا جنازہ اُٹھتے دیکھیں گے اور کبھی اُنہیں پورا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکیں گے۔ انشاء اللہ۔

حضرت اماں جان سے شادی کے بعد آپ کا ویران اور ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر گیا اور فرشتوں جیسے معصوم بچوں کی کلکاریوں سے گونجنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکتوں کو آپ کے اردگرد پھیلا دیا۔ وہ قادیان جس پر چاروں طرف سے ایک ویران اور خوفناک غار کی سی تاریکی مسلط تھی، مرجع خلائق بن گیا اور پروانوں کی مانند جان فدا کرنے والے جاں نثاروں کا گروہ کثیر آپ کے گرد جمع ہوگیا۔ اس قدر انوار سماویہ کا نزول ہوا کہ قادیان بقعۂ نور بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ:

''ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔'' (دافع البلاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

الحمد للہ کہ وہ دن آچکا ہے۔ آج ساری دنیا قادیان سے نکلنے والی روحانی شعاعوں سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض کور چشم اس آفتاب عالم تاب کے باوجود اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ معترض نے نہایت شرمناک بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی میں 'شادی' کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ اور اپنے آپ کو ''یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ'' کا ایک نمونہ ثابت کر دیا اور ''منصف'' کے ایڈیٹر نے اپنی ''جہالت'' کا ثبوت اس طرح دیا کہ ایک قدم آگے بڑھ کر اپنی طرف سے لڑکی کا نام بھی بتا دیا۔ جبکہ پیشگوئی میں کوئی نام نہیں لیا گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حال ہے حق وصداقت پر مبنی تحقیق کا دعویٰ کرنے والوں کا۔ ان کو محقق کہنا تحقیق کا خون کرنا ہے۔ ایک معمولی سکولی طالب علم بھی تاریخ دانی میں ایسی فاش غلطیاں نہیں کرتا۔ بات دراصل یہ ہے کہ معاندین احمدیت کے بعض ''بڑوں'' نے حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں تمام اوچھے ہتھکنڈے اپنا کر جھوٹ کی غلاظت اپنے پیچھے چھوڑی اور یہ معاندین

(باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

خدا سے تعلق جوڑو تا کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکو

اس کائنات کے خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جس کا حسن و احسان میں کوئی ثانی نہیں

ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیض عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو

خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ نہ اُس کو کوئی پکڑ سکے اور نہ مار سکے

سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے

پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے

مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے اُس تک پہنچایا جائے

کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔

ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی مذہبِ اسلام کی پیش کردہ تعلیمات میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کی صفاتِ حسنہ، اس کی حقیقت اور اس کے مرتبہ کا بیان

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18؍ اپریل 2014ء بمطابق 18 شہادت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 09؍ مئی 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش کروں گا جن میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے؟ اس کا مرتبہ کیا ہے؟ اس کے سب طاقتوں کے مالک اور واحد و یگانہ ہونے کا مقام بیان فرمایا ہے نیز یہ بھی کہ وہی ہے جو تمام مخلوق کا خالق ہے۔ ہر چیز کو فنا ہے اور اس کو فنا نہیں۔ آپ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اس کائنات کے خدا تک پہنچنے کا ذریعہ اب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جس کا حسن و احسان میں کوئی ثانی نہیں۔ آپ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو دیکھنے کے لئے اس کی طرف خالص ہو کر جھکنا ضروری ہے۔ اس کے آگے خالص ہو کر جھکنا ضروری ہے۔ اس کی عبادت بجا لانا ضروری ہے۔ پھر جب انسان کی یہ حالت ہوتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ دوڑ کر انسان کو گلے لگاتا ہے اور اس پر اپنے فضلوں کی بارش برساتا ہے۔ پس آپ نے بڑے درد سے فرمایا کہ ایسے خدا سے تعلق جوڑو تا کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکو۔

اللہ تعالیٰ کی کیا حقیقت ہے، وہ خدا جو تمام کائناتوں کا مالک ہے جس کو اسلام نے پیش کیا ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارے میں ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔‘‘ (یعنی ہر قسم کا نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی وہ نور ہے جو جسموں میں نظر آتا ہے۔ ذاتی خوبیاں ہیں ان میں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض خاص آدمیوں کو دی گئی خوبیاں ہیں وہ ان میں نظر آتی ہیں، ظاہری خوبیاں ہیں یا چھپی ہوئی خوبیاں ہیں، ذہنی خوبیاں ہیں یا خارجی ہیں۔ انسان کے باہر نظر آ رہی ہوتی ہیں۔ کسی چیز کی خوبصورتی جو نظر آ رہی ہوتی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے ہیں۔ فرمایا:) ’’اسی کے فیض کا عطیّہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191 حاشیہ نمبر 11)

دنیا میں جتنی چیزیں ہیں، جتنی ان کی خوبیاں نظر آتی ہیں، جہاں جہاں خوبصورتی نظر آتی ہے، حسن نظر آتا ہے۔ انسان دیکھتا ہے اس کو فائدے پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیض عام کی وجہ سے ہیں اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ فرمایا کہ

’’وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سر چشمہ ہے‘‘ (اسی سے تمام فیض پھوٹتے ہیں۔ وہی تمام نوروں کا سبب اور ذریعہ ہے۔ وہی ہے جہاں سے رحمتوں کے چشمے پھوٹتے ہیں) ’’اسی کی ہستیٔ حقیقی تمام عالَم کی قیّوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔‘‘ (یعنی تمام دنیا کے قائم رکھنے کے لئے اور جو بھی اس میں شکست و ریخت ہو رہی ہے یا جو بھی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ اسی کی طرف لوٹتی ہیں) ’’وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا‘‘ (جو اندھیروں میں پڑی ہوئی چیزیں تھیں ان کو باہر نکالا) ’’اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔‘‘ (اس کے علاوہ کوئی ہستی نہیں، کوئی وجود نہیں جو اپنی ذات میں اس بات کا حقدار ٹھہرتا ہو اور ہمیشہ سے ہو) ’’یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔‘‘ (یہ دنیا، ہماری دنیا بھی، آسمان بھی، انسان بھی، حیوان بھی، پتھر بھی، درخت بھی، روح جسم ہر چیز جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیض سے ہی وجود میں ہے۔) (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 191-192 حاشیہ نمبر 11)

پھر اللہ تعالیٰ کے واحد اور لاشریک ہونے کے بارے میں وضاحت فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ

’’شرکت ازروئے حصر عقلی چار قسم پر ہے۔ کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے اور کبھی مرتبہ میں اور کبھی نسب میں اور کبھی فعل میں اور تاثیر میں۔ سو اس سورۃ میں......‘‘ (یعنی سورۃ اخلاص میں) ’’......ان چار قسموں کی شرکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلا دیا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے دو یا تین نہیں اور وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے اور بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود اور ہالک الذّات ہیں......‘‘ آگے بعض الفاظ مشکل آئیں گے میں مختصراً ان کی وضاحت کر دوں گا۔

فرمایا کہ ’’......جو اس کی طرف ہر دم محتاج ہیں اور وہ لَمْ یَلِدْ ہے یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں تا بوجہ بیٹا

ہونے کے اس کا شریک ٹھہر جائے اور وہ لَمۡ یُوۡلَدۡ ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا شریک بن جائے اور وہ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا کوئی شریک قرار پاوے۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدائے تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے اور وحدہ لاشریک ہے۔" (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518، حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

آپ نے اس میں فرمایا کہ شرکت یا شریک ہونا عقل کی رو سے چار قسم پر منحصر ہے یعنی تعداد میں۔ ایک تو کسی کی شرکت ہوسکتی ہے، کوئی کسی کا شریک ہوسکتا ہے جب تعداد میں اس کے مطابق ہو۔ ایک دو تین چار پانچ ہوں۔ دوسرے مرتبہ اور مقام میں۔ تیسرے نسب یا خاندان میں۔ چوتھے کسی کام کے کرنے کی طاقت میں اور اس کے اثرات قائم کرنے میں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چاروں قسم کے شرک سے پاک ہے۔ یہاں اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے کھول کر بتا دیا کہ وہ احد ہے۔ وہ اپنے عدد میں ایک ہے۔ دو تین چار نہیں۔ نہ اس کے برابر کوئی ہوسکتا ہے۔ وہ صمد ہے یعنی وہی ہے جس کی ضرورت ہر وقت مخلوق کو ہے۔ جب بھی کسی چیز کی احتیاج ہو، کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسی کی طرف جایا جاتا ہے اور جایا جانا چاہئے۔ یا وہی ہے جو اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی طرف جایا جائے۔ کوئی اور وجود ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کا ہم پلہ نہیں ہے۔ اس کے برابر نہیں ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کوئی وجود برابر کیوں نہیں ہے جو ضرورتیں پوری کر سکے؟ یہاں آپ نے وجہ یہ بیان فرمائی کہ اس کے علاوہ ہر چیز وجود میں آ سکتی ہے لیکن خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ایک ہی ہے اور رہے گا اور پھر ہر چیز کو فنا ہے۔ ایک وقت میں ختم ہوجائے گی، ہلاک ہونے والی ہے۔ یعنی ہر وجود جو مخلوق ہے اس کے ساتھ پیدائش بھی ہے اور فنا بھی لیکن خدا تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پس بوجہ پیدا ہونے اور ہلاک ہونے کے باقی مخلوق عارضی ہے۔ کچھ وقت کے لئے ہے اور جو عارضی اور کچھ وقت کے لئے ہو وہ اپنی ضروریات کے تمام سامان مہیا نہیں کر سکتا، نہ کسی کو مہیا کروا سکتا ہے۔ پس جو تمام سامان مہیا نہ کر سکے اسے خود ایک خدا کی ضرورت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جس نے یہ اعلان کیا ہے کہ میں نے اپنی مخلوق کی زندگی قائم رکھنے کے لئے سامان مہیا کئے ہیں۔ وہی ہے جس پر انحصار کیا جاسکتا ہے اور کیا جانا چاہئے۔ پس یہ وجہ ہے اور تفصیل سے صمد کے یہ معنی ہیں۔

پھر نسب کی بات کی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی لَمۡ یَلِدۡ اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ اور اس کا کوئی باپ نہیں۔ پس نسب، نسل سے وہ بالا ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی شریک ہو نہیں سکتا۔ پھر چوتھی بات اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتا ہے کہ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اس کے کاموں میں کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ پس جب برابری کرنے والا نہیں تو نہ ہی خدا تعالیٰ جیسے کوئی کام کرسکتا ہے۔ نہ ہی کام کے نتائج اور اثرات پیدا کرنا کسی کے بس میں ہے یا ہوسکتا ہے۔ یہ عام دنیا دار بھی جو اپنے کاموں کا نتیجہ دیکھ رہا ہوتا ہے اور بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں نے یہ کر دیا وہ کر دیا۔ اس کے بھی جو نتائج پیدا ہو رہے ہوتے ہیں یہ نتائج پیدا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے بلکہ قانون قدرت کے تحت انسان کو اس کی محنت کا صلہ مل رہا ہوتا ہے جو محنت وہ کرتا ہے۔ وہ رب بھی ہے اور رحمان بھی ہے۔ اس کی ربوبیت اور رحمانیت کا فیض انسان کو مل رہا ہوتا ہے۔ پس کتنا بدقسمت ہے وہ انسان جو بجائے اپنے خدا کے اس احسان کے اس کے قریب ہو، اس کے آگے جھکے، اکثریت ان میں سے دور ہٹتی چلی جاتی ہے۔

پھر لیکچر لاہور میں خدا تعالیٰ کی توحید اور سب طاقتوں کا مالک ہونے کے بارے میں آپ نے اسی سورت کو مزید بیان فرمایا کہ

"قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص: 5-2) یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی...... نہ کسی چیز کے صفات اُس کی صفات کے مانند ہیں۔ انسان کا علم کسی معلّم کا محتاج ہے......" (علم حاصل کرنے والے کے لئے کسی علم سکھانے والے کی ضرورت ہے) "......اور پھر محدود ہے......" (جو بھی علم حاصل ہوگا وہ محدود ہوتا ہے) "......مگر اس کا علم......" (خدا تعالیٰ کا علم) "......کسی معلم کا محتاج نہیں اور بااین ہمہ غیر محدود ہے......" (اور ساتھ ساتھ غیر محدود بھی ہے) "......انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے......" (بغیر ہوا کے سن نہیں سکتے) "......اور محدود ہے مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں۔ اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے......" (ایک حد تک دیکھ سکتا ہے انسان) "......مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے۔ ایسا ہی انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے۔ لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں...... اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہوگا۔ اس لئے اس کی توحید قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔"

آپ فرماتے ہیں کہ "......پھر اس سے آگے آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنی ہیں کہ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ غنی بالذات ہے۔ اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے۔" (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 154-155)

پھر خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی عقلی دلیل دیتے ہوئے آپ قرآن شریف کے عقائد سے ہی استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یعنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"پھر بعد اس کے اُس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر ایک عقلی دلیل بیان فرمائی اور کہا لَوۡ کَانَ فِیۡہِمَاۤ اٰلِہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔ ......" (سورۃ) انبیاء کی آیت 23 ہے۔ پھر فرمایا: "...... وَمَا کَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ الخ۔......" مومنون کی آیت (92) ہے۔ "......یعنی اگر زمین و آسمان میں بجز اُس ایک ذات جامع صفات کاملہ کے کوئی اور بھی خدا ہوتا تو وہ دونوں بگڑ جاتے۔ کیونکہ ضرور تھا کہ کبھی وہ جماعت خدائیوں کی ایک دوسرے کے برخلاف کام کرتے۔ پس اسی پھوٹ اور اختلاف سے عالَم میں فساد راہ پاتا اور نیز اگر الگ الگ خالق ہوتے تو ہر واحد ان میں سے اپنی ہی مخلوق کی بھلائی چاہتا اور ان کے آرام کے لئے دوسروں کا برباد کرنا روا رکھتا۔ پس یہ بھی موجبِ فساد عالم ٹھہرتا۔" (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 518-519 حاشیہ درحاشیہ نمبر 3)

پس سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک سے زیادہ کوئی خدا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ کی بعض صفات جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے، ان کا ذکر فرماتے ہوئے مختصر وضاحت آپ نے فرمائی۔ فرمایا کہ

"جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ۔ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ۔ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ۔ (الحشر: 23) مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ (الفاتحۃ: 4) اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُہَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ۔ (الحشر: 24) ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی۔ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ (الحشر: 25) عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ (البقرۃ: 21) رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ (الفاتحۃ: 4-2) اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (البقرۃ: 187) اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۔ (البقرۃ: 256) قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص: 5-2)

یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آ جائے۔ اس صورت میں خدائی معرضِ خطرہ میں رہے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہوسکتا۔ وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے۔......" (جہاں تک بھی اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی سوچ پہنچ سکتی ہے اس کے ساتھ پھر کسی ادنیٰ کو شریک نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔)

"......پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے۔ اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔......" (ہر چیز کو ہم دیکھ سکتے ہیں لیکن خدا کو جسمانی صورت میں نہیں دیکھ سکتے۔)

"......پھر فرمایا کہ وہ عالم الشھادۃ ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو۔ وہ اس عالم کے ذرہ ذرہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دے گا۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا؟ سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے۔ پھر فرمایا ہُوَ الرَّحۡمٰنُ یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے نہ کسی غرض سے اور نہ کسی عمل کے پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے۔ جیسا کہ آفتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا۔ اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے۔ اور اس کام کے لحاظ سے خدائے تعالیٰ رحمن کہلاتا ہے۔......" (یعنی تمام ضروریات کو پہلے سے مہیا کر دیا یہ اس کی روحانیت ہے۔)

"......اور پھر فرمایا کہ اَلرَّحِیۡمُ یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے۔ اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔ اور پھر فرمایا مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو......" (کسی سے کوئی کام کروانے کے لئے اس کو ضرورت نہیں۔ ہر چیز

Love For All Hatred For None

SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.

Employee Background Verification Company, Bangalore

Website: www.sparshinfo.co.in

DIRECTOR VALIYUDDIN K

"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

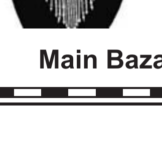

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔)’’......اور آپ الگ ہو بیٹھا ہوا اور آپ کچھ نہ کرتا ہو۔ وہی کار پرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آئندہ دینے والا ہو۔ اور پھر فرمایا اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں۔......‘‘(انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی خامیاں کمزوریاں اس میں ہیں۔’’......اگر مثلاً تمام رعیت جلا وطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی یا اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے......‘‘(رعایا قحط زدہ ہو جائے)’’......تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے......‘‘(جو اس سے ٹیکس وصول کیا جا سکتا ہے وہ کہاں سے آئے گا)’’......اور اگر رعیت کے لوگ اس سے بحث شروع کر دیں کہ تجھ میں ہم سے زیادہ کیا ہے تو وہ کونسی لیاقت اپنی ثابت کرے۔......‘‘(بادشاہ کے مقابلے پر اگر رعایا کھڑی ہو جائے تو کیا ثابت کرے۔ آجکل دنیا میں، ملکوں میں آپ دیکھ لیں۔ یہی کچھ فتنہ وفساد ہو رہا ہے۔ حکومتوں اور رعایا کی جنگیں ہو رہی ہیں۔ پس فرمایا کہ)’’......پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے۔ وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر پھر دوسری دنیا کہاں سے لاتا۔ کیا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں بھیجنے کے لئے پھر پکڑتا اور ظلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لیتا؟ تو اس صورت میں اس کی خدائی میں فرق آتا......‘‘(یہ جو لوگوں کا نظریہ ہے ناں کہ معافی کی اور پھر بھیجا۔ پھر فرمایا)’’......اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح داغدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں۔ بات بات پر بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیرِ مادر سمجھ لیتے ہیں۔......‘‘(ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو پھر اس طرح ظلم کرتے ہیں جس طرح ماں کا دودھ پی رہے ہیں۔ آجکل بھی آپ دیکھ لیں، بعض ملکوں میں حکومت کے سربراہان کی طرف سے جو ظلم ہو رہا ہے، اسی طرح ہو رہا ہے۔ پھر فرمایا)’’......مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز کو بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہئے۔ پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بن کر خدائی کو ہی الوادع کہتا۔ بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے۔ پھر فرمایا اَلسَّلَام یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا، لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو اس بدنمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَنۡ یَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَہٗ۔ وَاِنۡ یَّسۡلُبۡہُمُ الذُّبَابُ شَیۡئًا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ۔ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدۡرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج:74-75) جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب مل کر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بلکہ اگر مکھی ان کی چیز چھین کر لے جائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں۔ ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں۔ کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں؟ خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ نہ اُس کو کوئی پکڑ سکے اور نہ مار سکے۔ ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے خدا کیسا ہونا چاہئے اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے۔ وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ اَلۡمُہَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کاموں کا بنانے والا ہے۔ اور اس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے۔

اور فرمایا ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی۔ یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا بھی پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔ رِحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔......‘‘(بچے کی پیدائش سے پہلے جب بچہ رحم میں ہی ہوتا ہے تو وہیں اس کی شکل بنا دیتا ہے۔)’’......تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اسی کے نام ہیں۔ اور پھر فرمایا۔ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔......‘‘(یعنی دنیا میں اور بھی ایسے کرّے ہو سکتے ہیں جہاں آبادیاں ہوں، بلکہ ہیں۔)

’’......اور پھر فرمایا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ یعنی خدا بڑا قادر ہے۔ یہ پرستاروں کے لئے تسلی ہے۔ کیونکہ اگر خدا عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں۔

اور پھر فرمایا۔ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا۔ رحمٰن رحیم اور جزا کے دن کا آپ مالک ہے۔ اس اختیار کو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیا۔ ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا۔ اور پھر فرمایا اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو تو اس کی زندگی کے بارے میں بھی دھڑکا رہے گا کہ شاید ہم سے پہلے فوت نہ ہو جائے۔ اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 372-376)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’مذہب اسلام کے تمام احکام کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ حقیقت جو لفظ اسلام میں مخفی ہے اُس تک پہنچایا جائے۔ اسی غرض کے لحاظ سے قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں۔ کہیں اس کے حسن و جمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اُس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں۔ کیونکہ کسی کی محبت یا تو حُسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا......‘‘(تمام صفات اس میں کامل طور پر جمع ہیں)’’......اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا......‘‘(ہر پاک قدرت کے اظہار اس سے ہو رہے ہوتے ہیں۔)’’......اور مبدأ ہے تمام مخلوق کا۔......‘‘(ہر چیز جو ہے وہی پیدا کرنے والا ہے۔’’......اور سر چشمہ ہے تمام فیضوں کا۔......‘‘(تمام فیض اسی سے ملتے ہیں۔)’’......اور مالک ہے تمام جزا سزا کا۔ اور مرجع ہے تمام امور کا۔‘‘(تمام کام جو ہیں، تمام اعمال جو ہیں اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں)’’......اور نزدیک ہے باوجود دُوری کے اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اُوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔......‘‘(یعنی کہ اتنا وہ قریب ہے)’’......اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے۔......‘‘(حیّ کا مطلب یہی ہے کہ زندہ بھی ہے اور زندہ رکھنے والا بھی ہے)’’......وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے۔ اُس نے ہر یک چیز کو اٹھا رکھا ہے اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو۔......‘‘(یعنی ہر چیز کا انحصار اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی ہے)’’......کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی ہے یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر یک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر یک چیز کا نور ہے اور ہر یک نُور اسی کے ہاتھ سے چمکا۔ اور اُسی کی ذات کا پرَتوہ ہے۔ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو۔ کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔ اور اس کی رحمتیں دو قسم کی ہیں (۱) ایک وہ جو بغیر سبقت عمل کسی عامل کے قدیم سے ظہور پذیر ہیں جیسا کہ زمین اور آسمان اور سورج اور چاند اور ستارے اور پانی اور آگ اور ہوا اور تمام ذرّات اس عالم کے جو ہمارے آرام کے لئے بنائے گئے۔ ایسا ہی جن جن چیزوں کی ہمیں ضرورت تھی وہ تمام چیزیں ہماری پیدائش سے پہلے ہی ہمارے لئے مہیّا کی گئیں اور یہ سب اُس وقت کیا گیا جبکہ ہم خود موجود نہ تھے۔ نہ ہمارا کوئی عمل تھا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ سورج میرے عمل کی وجہ سے پیدا کیا گیا یا زمین میرے کسی شدھ کرم کے سبب سے بنائی گئی۔ غرض یہ وہ رحمت ہے جو انسان اور اس کے عملوں سے پہلے ظاہر ہو چکی ہے جو کسی کے عمل کا نتیجہ نہیں (۲) دوسری رحمت وہ ہے جو اعمال پر مترتب ہوتی ہے‘‘۔ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 152-153)

کہ جب عمل کرو نیک عمل کرو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی جزا دیتا ہے۔

پھر آپ نے یہ بیان فرمایا کہ اب اس زمانے میں خدا تک پہنچنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اُس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان

لوتھرا جیولرز قادیان

LUTHRA JEWELLERS – LJ – SIGN OF PURITY

Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com

Since 1948

کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بے شمار احسان والا۔ اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔''

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

پھر ایسے لوگوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے آپ فرماتے ہیں کہ

''خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کرسکتیں......'' (وہ چھپی ہوئی ہستی ہے اور اس کو صرف عقلوں سے محفوظ نہیں کیا جا سکتا۔ دھریہ لوگ کہتے ہیں کہ جی ہم عقل سے خدا تعالیٰ کو کس طرح سمجھیں یا صرف عقل سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ فرمایا) ''......عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کرسکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہوسکتی......'' (کوئی عقلی دلیل اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہوسکتی) ''......کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اِس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے......'' (عقل زیادہ سے زیادہ یہیں تک پہنچ سکتی ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر بتائے کہ اس کو کس نے بنایا ہے) ''......مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شئے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے۔......'' (ایک خدا کی ضرورت ہے وہ موجود بھی ہے کہ نہیں یہ بالکل اور بات ہے) ''......اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اسلئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کرسکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخرکار دہریہ بن جاتے ہیں۔ اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی ان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔......'' (بڑے غور وفکر کرنیوالے ہیں، بڑے کائنات پر بھی غور کرتے ہیں، زمین پر بھی غور کرتے ہیں، سائنس پر بھی غور کرنے والے ہیں لیکن ان میں سے بہت سارے لوگ دھریہ بھی ہیں جیسا کہ اس زمانے میں نظر آتا ہے کیونکہ صرف عقل کے استعمال کرنے سے ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔)

''......اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں......'' (نتیجۃً کیا ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے ان سے مذاق اور ٹھٹھہ کر رہے ہوتے ہیں فرمایا) ''......اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔......''

عقل کیونکہ اس تک پہنچ نہیں سکی، اس لئے ضرورت ہی نہیں کہ کوئی اس کا بنانے والا بھی ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ ''......افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شئ لازم نہیں آتا۔......'' (یعنی کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ چیز موجود نہیں ہے) ''......اِس قسم کے لوگ کئی لاکھ اِس زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اول درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں......'' (اب تو یہ کروڑوں میں ہو گئے ہیں۔ بلکہ دنیا میں بہت سارے لوگ ہیں کہ انہی باتوں کی وجہ سے انہوں نے خدا تعالیٰ پر یقین کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ روحانیت کا جو خانہ تھا وہ بالکل خالی ہوتا چلا جا رہا ہے۔)

فرمایا ''......اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُن کو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے۔ اور اگر وجود باری جلّ شانہٗ پر کوئی برہان یقینی عقلی انکو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔......'' (یعنی اگر ایسا کوئی یقینی اور عقلی ثبوت مل جاتا جو ان کا منہ بند کرانے کے لئے کافی ہوتا تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ٹھٹھہ اور ہنسی نہ کرتے، اس کا انکار نہ کرتے جس طرح آجکل دنیا کی اکثریت کر رہی ہے۔ فرمایا ''......پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا......'' (پھر فلسفیوں کی بھی باتیں سنی ہیں یا ظاہری طور پر سائنس کو دیکھنا ہے یا روحانیت سے دور ہٹ کے دیکھنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں جو شبہات دل میں پیدا ہوتے ہیں ان سے تم نجات نہیں پا سکتے وہ تمہارے دل سے کبھی نہیں دور ہو سکتے) ''......بلکہ ضرور غرق ہوگا......'' (مزید دھریت میں ڈوبتا چلا جائے گا۔) ''......اور ہرگز ہرگز شربت توحیدِ خالص اس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید میسر آ سکتی ہے......'' (توحید میسر نہیں آ سکتی جب تک ایک روحانی وسیلہ نہ ہو اور روحانی وسیلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔) ''......اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جب تک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُس کی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقینا سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بدمذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنے والے ان نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہوسکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 120-121)

پھر خدا کے وجود پر یقین، ایسا یقین دلوانے کے لئے جو انسان کی توجہ ہر معاملے میں صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی طرف رکھے آپ فرماتے ہیں اور بڑے درد سے فرماتے ہیں کہ

''ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندہ خدا کا پیغام اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی اتباع میں دنیا کو پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو یہ احساس دلانے والے ہوں کہ زندہ خدا ہے، موجود ہے، اب بھی سنتا ہے، نشان بھی دکھاتا ہے۔ اس کی طرف لوٹو۔ اس کی طرف آؤ۔ اور ہم خود بھی اس خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کی صفات کا صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کے انعامات کے وارث ہوں۔ ہماری نسلیں بھی اور ہم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شرک سے ہر طرح محفوظ رہیں۔

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

ADEEBA APPAREL'S
Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan
Farash Khana Delhi- 110006
Tanveer Akhtar 08010090714,
Rahmat Eilahi 09990492230

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman
ALLADIN BUILDERS
Please contact for quality construction works in Qadian
Khalid Ahmad Alladin
#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA
Phones: +91 7837211800, +91 8712890678
Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

خطبہ جمعہ

جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے گا وہی برکت حاصل کرے گا

ہر انسان نے ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے لیکن کتنے خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب عہد کرتے ہیں تو عہدوں کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں

جو پہلے دن سے تھے آخر تک وہ رہے

انہوں نے ہر ایک کو ڈیوٹیاں سپرد کر کے ذمہ دار بنایا اور ان سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیا اور یہی ایک اچھے ایڈمنسٹریٹر کی خوبی ہے جس پر باقیوں کو بھی عمل کرنا چاہئے۔

کامیابی......خلیفہ وقت کی دعائیں حاصل کرنے کے نتیجہ میں ملتی ہے

عہدیداروں کے لئے بھی سبق: (انہیں) استغفار اور درود بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ عاجزی ہمیشہ قائم رہے اور خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں عطا فرماتا رہے۔

ان کے جانے سے گو آسٹریلیا جماعت میں ایک خلا پیدا ہوا ہے لیکن الٰہی جماعتوں کو اللہ تعالیٰ خود سنبھالتا ہے اور ان خلاؤں کو خود پورا کرتا ہے۔ ان جیسے سلطان نصیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے جو خلافت کے باوفا بھی ہوں، جاں نثار بھی ہوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے بھی ہوں۔

ایک انتہائی پیاری شخصیت، ایک خاص مقام رکھنے والے فدائی خادم سلسلہ، خلفائے وقت کے سلطان نصیر، خلافت کے لیے انتہائی غیرت رکھنے والے، باوفا، جان نثار، اطاعت گزار، خاموش طبع، دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھنے والے، باعمل، بے نفس اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جماعت کی خدمت کرنے والے بزرگ

محترم محمود احمد صاحب شاہد امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی وفات، ان کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 راپریل 2014ء بمطابق 25 شہادت 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 16 مئی 2014 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ایک انتہائی پیاری شخصیت کا جو اپنے انتہائی باوفا ہونے میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ فدائی خادمِ سلسلہ تھے۔ دو دن پہلے ان کا انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ہر انسان نے ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا ہے لیکن کتنے خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب عہد کرتے ہیں تو عہدوں کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔ خدمت دین کے ساتھ خدمت انسانیت کی بھی ہمہ وقت کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں شامل ہوتے ہیں جن کی ایک دنیا تعریف کرتی ہے اور اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق جنت ایسے لوگوں پر واجب ہو جاتی ہے۔ یہ خادم سلسلہ خلفائے وقت کے سلطانِ نصیر اور خلافت کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے ہمارے پیارے بھائی مکرم محمود احمد شاہد صاحب تھے جن کو محمود بنگالی کے نام سے پاکستان میں بھی اکثر لوگ جانتے ہیں۔ اس وقت یہ آسٹریلیا جماعت کے امیر تھے اور وہیں بدھ کے روز 23 راپریل کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

مجھے ان کی وفات کے بعد ایک عزیز کا جو پہلا خط یا پیغام آیا انہوں نے یہ لکھا کہ خلافت کے فدائی ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بنائے۔ ان کو میں نے یہی جواب دیا تھا کہ وہ نبض کی طرح چلتے تھے۔ کبھی ان کے دل میں یہ انقباض پیدا نہیں ہوا کہ یہ حکم کیوں آیا اور اس طرح کیوں آیا۔ اپنی مرضی کے خلاف بھی اگر کوئی بات ان کو کہی جاتی تو فوراً اس کی تعمیل ہوتی تھی۔ ان کی بیماری اور وفات کی کچھ تفصیلات کا ذکر کرتا ہوں۔

22 راپریل کو مشن ہاؤس سڈنی میں نماز عصر کے لئے مسجد کی طرف نکلے لیکن تھوڑا سا چل کے واپس گھر لوٹ آئے کہ طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ اور گھر پہنچتے ہی شدید برین ہیمبرج کا حملہ ہوا۔ شوگر اور بلڈ پریشر کے مریض تو پہلے ہی تھے۔ ہسپتال لے گئے۔ وہاں وینٹی لیٹر پر ان کو رکھا گیا۔ ڈاکٹروں کا تو یہی خیال تھا کہ دماغ کے جس حصہ میں برین ہیمبرج ہے وہاں سے زندگی کی واپسی ممکن نہیں ہے لیکن بہر حال میں نے ان کو کہا کہ 24 ر گھنٹے کوشش کر لیں اس سے زیادہ نہیں۔ 24 ر گھنٹے کے بعد جب وہ مشین اتاری گئی تو دو منٹ بعد ہی آپ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

ان کا تعارف کچھ اس طرح ہے۔ محمود صاحب 18 رنومبر 1948ء کو بنگلہ دیش کے ایک گاؤں چاردکھیہ ضلع چاندپور میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے والد مولانا ابوالخیر محمد محب اللہ اور والدہ کا نام زیب النساء تھا۔ ان کے والد ابوالخیر محمد محب اللہ صاحب نے 1943ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ ابتدائی نام ابوالخیر محمد تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 'محب اللہ' کے نام کا اضافہ فرمایا تھا۔ ان کے والد اپنے علاقے کے سب سے پہلے احمدی تھے اور بڑے پائے کے عالم تھے۔ تبلیغ کا بھی ان کو بڑا شوق تھا۔ اور انہوں نے تبلیغ کے ذریعہ سے اپنے والد خواجہ عبدالمنان صاحب یعنی محمود صاحب کے دادا کو احمدیت کے نور سے فیضیاب کیا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کی بات ہے کہ اس زمانے میں یہ سہارن پور یو۔ پی میں پڑھنے کے لئے گئے ہوئے تھے تو وہاں ان کو احمدیت کے بارے میں علم ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب دہلی تشریف لے گئے تو ان کے دادا کو بھی حضور علیہ السلام

سے ملنے کا شوق پیدا ہوا لیکن جہاں وہ زیر تعلیم تھے ان لوگوں نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے کی اجازت نہیں دی۔ بعد میں جب یہ احمدی ہوئے تو کہا کرتے تھے کہ لوگوں نے تو ہمیں اس نعمت سے محروم رکھنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا فرما دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر مکرم محمود احمد شاہد صاحب کے والد نے آپ کو وقف اولاد کے تحت 1954ء میں وقف کیا۔ محمود شاہد صاحب مرحوم نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہی حاصل کی اور پھر 1962ء میں، ابھی بچے ہی تھے کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے اور 1974ء میں انہوں نے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی شادی 1977ء میں مولوی محمد صاحب مرحوم امیر جماعت بنگلہ دیش کی بیٹی ہاجرہ صاحبہ سے ہوئی۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شادی شدہ ہیں اور جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں۔

محمود صاحب نے اپنی ابتدائی زندگی کی بعض باتیں اپنے داماد کو نوٹ کروائی تھیں کہ کیا واقعات تھے۔ کہتے ہیں کہ تعلیم کے دوران ایک مرتبہ جامعہ میں ہی فٹ بال کھیلتے ہوئے ان کے گھٹنے میں سخت چوٹیں آئیں۔ سخت بیمار ہو گئے اور مشرقی بنگال واپس چلے گئے۔ ربوہ کا موسم بھی اس زمانے میں سخت تھا۔ وہاں سہولیات بھی نہیں تھیں۔ پانی نمکین تھا۔ میٹھے پانی کی دستیابی نہیں تھی۔ اکثر ان کے پیٹ میں تکلیف رہتی تھی۔ والدین بھی دور تھے۔ چھوٹے تھے۔ چوٹیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ آخر والدین کی یاد بھی آئی تو بنگلہ دیش واپس چلے گئے۔ اس زمانے میں مشرقی پاکستان ہوتا تھا۔ ربوہ واپس آنے کی ان کی کوئی کوشش نہیں تھی۔ کوئی خواہش نہیں تھی کہ دوبارہ جائیں لیکن کہتے ہیں کہ سید میر داؤد احمد صاحب جو اس زمانے میں پرنسپل تھے انہوں نے بار بار خط لکھے اور کوشش کی کہ دوبارہ جامعہ میں آ جائیں تو اس وجہ سے پھر ان کی واپسی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب کی دعاؤں کا بھی میری زندگی پر بڑا گہرا اثر تھا۔ ربوہ میں جب تھے تو انہوں نے والد صاحب کو لکھا کہ ربوہ کا موسم سخت ہے۔ پانی نہیں ہے۔ گرمی ہے۔ کھانے پینے کی بڑی تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں ان کے والد مکرم محب اللہ صاحب نے لکھا کہ مکہ میں بھی بڑے تکلیف دہ حالات تھے اور سورۃ ابراہیم کی آیت رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ... (ابراھیم: 38) کے حوالے سے پھر انہوں نے نصیحت کی اور لکھا کہ اللہ کے خلیفہ نے جو شہر آباد کیا ہے اگر وہاں نہیں رہ سکتے تو والد کے ساتھ تعلق بے معنی ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد پھر میری زندگی میں بڑی گہری تبدیلی آئی۔

راولپنڈی سے مکرم مجیب الرحمن صاحب ایڈووکیٹ جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ خاموش اور سلیقہ مند کام کرنے والے خادم سلسلہ تھے۔ ساری عمر نہایت اخلاص اور وفا کے ساتھ اپنے فرائض بجا لاتے رہے۔ عین خدمت کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے صدر خدام الاحمدیہ بنایا تھا اور اس کے بعد سے پھر ان کی انتظامی خوبیاں بھی سامنے آنے لگیں۔ مجیب الرحمن صاحب کہتے ہیں کہ ان کے والد محترم مولانا محب اللہ صاحب کی تعیناتی بنگال میں بطور مبلغ ہوئی۔ انہوں نے اپنی پہلی اولاد کو وقف کر دیا اور محمود احمد ابھی چھوٹے ہی تھے کہ انہیں ربوہ میں بھجوا دیا۔ اجنبی ماحول میں شروع شروع میں کافی اداس ہو جاتے تھے۔ مجیب الرحمن صاحب محمود صاحب کے ماموں ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کے والد کو اتنی تڑپ تھی کہ مجھے اکثر لکھتے تھے کہ محمود کو اداس نہ ہونے دینا تا کہ یہ پڑھ لکھ جائے۔ جامعہ سے فارغ ہو۔ یہ ابتدائی دنوں کی بات تھی مگر بہت جلد محمود صاحب پھر پورے دل و جان سے اپنی تعلیم میں مشغول ہو گئے اور ربوہ کے ماحول میں ربوہ کے پرانے رہنے والے جانتے ہیں کہ بڑے گھل مل گئے۔ میر داؤد احمد صاحب گرمیوں کی تعطیلات میں ان کو مجیب الرحمن صاحب کے پاس راولپنڈی بھیج دیا کرتے تھے۔

مجیب صاحب لکھتے ہیں اور بڑا صحیح لکھتے ہیں کہ عزیزم مرحوم کی طبیعت میں سادگی اور خلوص اس قدر تھا اور اتنے خوش اخلاق اور ملنسار تھے کہ غیر از جماعت ہمسائے کے بچے اور خواتین بھی ان سے مانوس ہو جایا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کو یاد کرتے تھے۔ محمود احمد صاحب کا اپنے بھائیوں سے بہت شفقت کا تعلق تھا۔ اپنے غریب رشتہ داروں کی خاموشی سے مدد کرتے رہتے تھے۔ بنگلہ دیش کی جماعت میں کچھ رقم ان کی امانت میں رکھی رہتی تھی جس سے وہ اپنی والدہ کی مستقل خدمت کرتے رہتے تھے۔ سب ان کے عزیز رشتہ دار بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ بڑا پیار کا تعلق تھا۔

جب یہ صدر بنے، (یہ بھی انہوں نے اپنے داماد کو خود نوٹ کروایا،) تو کہتے ہیں 1979ء میں خدام الاحمدیہ کی شوریٰ میں صدر کا انتخاب ہوا۔ ووٹ کے لحاظ سے وہ پانچویں پوزیشن میں تھے۔ انتخاب کے بعد نماز فجر کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلا کے فرمایا کہ کثرت سے استغفار کرو اور درود پڑھو۔ اور اگلے روز یا اس دن شام کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کی بطور صدر منظوری عطا فرمائی۔ پانچویں نمبر پر تھے ووٹوں کے لحاظ سے۔ ان کے جامعہ کے ساتھی انعام الحق کوثر صاحب جو آجکل امریکہ میں مبلغ سلسلہ ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جامعہ کے ناصر ہوسٹل میں آپ سے دوستی ہوئی۔ آپ ہوسٹل کے زعیم تھے اور انعام صاحب معتمد تھے۔ کہتے ہیں کہ میس (کمیٹی) کے ممبر اور پھر صدر بنے۔ جامعہ میں نائب رئیس الجامعہ منتخب ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے انہیں صدر منتخب کیا اور اس کا اعلان ہوا تو انعام صاحب کہتے ہیں کہ میں محمود صاحب کے پاس ہی کھڑا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کو گلے ملنا چاہا۔ کہنے لگے پرے ہٹو۔ اور اپنی مخصوص زبان جس میں بنگالی اردو بھی ملی ہوئی تھی، پوچھنے لگے کیا میرا نام کا اعلان ہوا ہے تو میں نے کہا ہاں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ خوشی کی بجائے صدمے کی حالت تھی۔ مگر پھر جلد سنبھل گئے اور کہتے ہیں پھر میں نے ان کو گلے لگایا۔

خالد سیف اللہ صاحب جو ان کے بعد اب اس وقت قائمقام امیر جماعت آسٹریلیا ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر محمود بنگالی صاحب نے یہی صدر بننے کا قصہ خود انہیں بتایا کہ 1979ء میں جب انٹرنیشنل صدر خدام الاحمدیہ کا انتخاب ہوا تو آپ ووٹوں کی گنتی کے لحاظ سے پانچویں نمبر پر تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ آپ سے بہت شفقت فرماتے تھے۔ حضور نے آپ کو بلا کر فرمایا کہ آج شام تک کثرت سے استغفار کرو۔ کہتے ہیں کہ میں بہت ڈرا کہ پتا نہیں مجھ سے کیا غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچویں نمبر پر ہونے کے باوجود صدر مقرر فرما دیا تو مجھے سمجھ آئی کہ حضور اس طریق سے مجھے عاجزی کی طرف متوجہ فرما رہے تھے۔ یہ ان سب عہدے داروں کے لئے بھی سبق ہے جو جب منتخب ہوتے ہیں تو استغفار اور درود بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ عاجزی ہمیشہ قائم رہے اور خدمت کی توفیق اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں عطا فرماتا رہے۔

محمود مجیب صاحب انجینئر جو ہیں وہ بھی ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ محمود بنگالی صاحب بڑے ہی فدائی اور خلافت کے شیدائی احمدی تھے۔ خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے غالباً (ان کو سن تو یاد نہیں۔ غالباً لکھا ہوا ہے اور شاید ٹھیک ہی لکھا ہوا ہے کہ) 80ء یا 81ء میں سارے صدران شمار کروائے جو 1960ء سے اس وقت تک پہلے گزر چکے تھے اور اس کے بعد پھر محمود بنگالی صاحب کی تعریف فرمائی کہ اطاعت میں اور دعائیں لینے میں یہ سب سے آگے نکل گئے ہیں۔ اور پھر وہاں خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے ان کو پانچویں نمبر سے اٹھا کے جو صدر بنایا تھا تو جماعت کو ایک سبق دینا چاہتا تھا کہ خلافت کا جو انتخاب ہے وہی بہتر ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ کے دَور میں انہوں نے ان سے کافی کتابیں لکھوائیں۔

1981ء کا یہ واقعہ ہے۔ خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے جو اپنے الفاظ ہیں جس میں آپ نے ان کو، ان کی خدمات کو سراہا۔ فرمایا کہ ''برکت اسی کو ملے جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے کیونکہ ساری برکتیں اسی نظام سے وابستہ ہیں۔ اس کے سوا کوئی بات اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتی''۔

پھر فرمایا کہ ''پچھلے سال خدام الاحمدیہ کے صدر کا جو انتخاب ہوا اس میں ووٹوں کے لحاظ سے محمود احمد صاحب پانچویں نمبر پر تھے اور میں یہ سبق جماعت کو دینا چاہتا تھا کہ جن چار کو ووٹ زیادہ ملے ان کے کام میں برکت ان کے ووٹوں کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ جو مخلصانہ نیت سے خلافت کی اتباع کرے گا وہی برکت حاصل کرے گا۔ چنانچہ پانچویں نمبر پر جو محمود احمد بنگالی صاحب تھے ان کو میں نے صدر منتخب کر دیا۔ بڑے مخلص آدمی ہیں۔ اللہ ان کے اخلاص میں ترقی دے۔ بڑا کام کیا۔ دعائیں لیں۔'' اور پھر حضور نے 1960ء سے لے کر اس وقت تک کے جو مختلف صدران مجالس خدام الاحمدیہ تھے۔ ان کے زمانوں میں اجتماعات میں مجالس کی نمائندگی کے گراف کا ذکر کرنے اور اس میں ایک مرحلے پر درمیان میں تنزل کے علاوہ تدریجی ترقی کی طرف اشارہ کرنے کے بعد فرمایا کہ ''میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کامیابی ووٹ لینے والوں کو نہیں خلیفہ وقت کی دعائیں حاصل کرنے کے نتیجہ میں ملتی ہے۔ پچھلی دفعہ پانچویں نمبر پر ووٹ لینے والے صاحب کو صدر بنایا گیا تھا۔ ان کے پہلے سال 771 مجالس حاضر تھیں اور دوسرے سال یعنی اس سال 818 مجالس (اس وقت کی جو رپورٹ ہے اس میں حاضر ہیں۔''

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 571 تا 573)

محمود بنگالی صاحب جو تھے وہ اپنے دور صدارت میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے صدر تھے۔ اس زمانے میں تمام دنیا میں مرکز کے تحت ایک صدر ہوتا تھا۔ باقی دنیا کے صدران نہیں تھے بلکہ قائدین کہلاتے تھے اور ان کے دور میں یہ اختتام ہوا۔ یہ آخری صدر تھے جو خدام الاحمدیہ کے بین الاقوامی صدر تھے۔ تو بہرحال جب یہ دور ختم ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں انہوں نے ایک بڑا عاجزانہ خط بھیجا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جواب دیا کہ آپ نے خط میں خوامخواہ شرمندگی کا اظہار کیا ہے۔ شرمندگی کی کیا بات ہے۔ آپ نے تو ماشاء اللہ بہت اچھا دور نبھایا ہے۔ بڑے مشکل حالات میں بڑی عمدگی، حکمت اور بہادری کے ساتھ کام کیا ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ اسی لئے تو آپ کو انصار اللہ میں جانے کے باوجود خدمت کا موقع ملا۔ (ان

ZUBER ENGINEERING WORK
زبیر احمد شحنہ (الیس اللہ بکافٍ عبدہ)
Body Building
All Types of Welding and Grill Works
Cell: 09886083030, 09480943021
HK Road- YADGIR-585201
Distt. Gulbarga (KARNATKA)

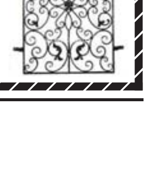

نیواشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

کوایک سال کی extention دی گئی تھی۔) اگر آپ نا اہل ہوتے تو ہر گز ایسا نہ کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپ کو ہمیشہ سلسلے کا بے لوث خادم بنائے رکھے اور بہترین خدمات کی توفیق پاتے رہیں (مکتوب 15 نومبر 1989ء)۔ آپ نے اسیران کی بھلائی اور بہبود کے حوالے سے بہت کام کیا اور اس حوالے سے رپورٹس باقاعدہ جاتی رہیں۔ ان رپورٹس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا یہ ارشاد بھی تھا کہ ”آپ کی رپورٹ بابت بہبودی اسیران موصول ہوئی۔ آپ ماشاء اللہ بڑی حکمت اور محنت سے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے“ اور واقعی انہوں نے اس زمانے میں اسیران کی بڑی خدمت کی۔ اور پھر ایک جگہ ایک رپورٹ پر لکھا: ”خدمت اسیران میں آپ کی مساعی سے بڑی خوشی ہوئی ہے“۔ 84ء کا جو قانون تھا یہ اس کا ابتدائی دور تھا اور سینکڑوں کی تعداد میں اسیران کلمہ کی وجہ سے جیل میں جا رہے تھے۔ اس زمانے میں خدام الاحمدیہ اور صدر خدام الاحمدیہ نے کافی کام کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”خدمت اسیران میں آپ کی مساعی سے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ بہت عمدگی سے کام کر رہے ہیں۔ بالکل اسی طرح سے جس طرح کہ میرا منشا تھا“۔ (مکتوب 12 مئی 1988ء)

خدام الاحمدیہ میں آپ کی نمایاں خدمات یہ ہیں کہ آپ کے دور میں خدام الاحمدیہ نے کئی شعبوں میں نمایاں طور پر آگے قدم بڑھایا۔ آپ نے اسیروں کی بھلائی اور بہبودی کے لئے اسیران ٹرسٹ قائم کیا جس کے تحت ان کی ضروریات پوری کرنے اور ان کے دکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی طرح صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ایمبولینس مخلوق خدا کی خدمت کے لئے چلائی گئی۔ بیوت الحمد سوسائٹی کے آغاز پر مجلس خدام الاحمدیہ نے بھاری عطیہ پیش کیا جس کے روحِ رواں مکرم محمود احمد صاحب ہی تھے۔ پھر خدام احمدیہ کے کارکنان کے لئے کوارٹرز تعمیر کرنے کی خاطر زمین خریدی جس میں آپ نے ذاتی دلچسپی کا اظہار کیا۔ پھر تراجم قرآن فنڈ میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے گراں قدر عطیہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔ آپ نے پاکستان سے باہر خدام الاحمدیہ کی تنظیمی ترقی کے لئے کئی ممالک کا دورہ فرمایا اور ان میں سب سے تفصیلی دورہ 11 جون سے 11 / اکتوبر 1987ء کا سہ براعظمی دورہ تھا جس میں آپ نے یورپ امریکہ اور مغربی افریقہ کے گیارہ ممالک ہالینڈ، بیلجیم، جرمنی، برطانیہ، امریکہ، گیمبیا، سینیگال، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ اور گھانا وغیرہ مختلف جگہوں پر سفر کیا۔ کسی صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا ان ممالک کا یہ پہلا دورہ تھا۔ 1989ء میں آپ نے انڈونیشیا، ملائیشیا اور سنگاپور کا دورہ کیا۔ آپ ہی کے دور میں خدام الاحمدیہ کے گیسٹ ہاؤس کی بالائی منزل تعمیر ہوئی۔ پھر خدام الاحمدیہ کا محمود ہال جو ایوان محمود کہلاتا ہے اس کو ایک دفعہ آگ لگ گئی تھی تو بغیر کسی مالی تحریک کے پھر اس کی مرمت اور ساری رینوویشن وغیرہ کروائی۔ آپ کے دور میں خدام الاحمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے انتخاب کے موقع پر، خلافت رابعہ کے انتخاب کے موقع پر خدمات کی توفیق ملی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی پاکستان سے ہجرت کے وقت کے نازک حالات میں بھی خدام الاحمدیہ نے خدمت کی توفیق پائی۔ ڈیوٹیاں دیں، ساتھ بھی گئے۔ آپ کے دور کو خدا تعالیٰ نے کئی تاریخی اعزازات بھی عطا فرمائے۔ ہجری کیلنڈر کے لحاظ سے چودھویں اور پندرھویں دونوں صدیوں میں اور اسی طرح جماعت کی پہلی اور دوسری دونوں صدیوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ ان کے عہد میں ہی خدام الاحمدیہ اپنے پچاس سال پورے کر کے اکاونویں ((51 سال میں داخل ہوئی۔ سلطان مبشر صاحب جو تاریخ خدام الاحمدیہ لکھ رہے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ

محمود صاحب کہا کرتے تھے کہ جب مجھے صدر خدام الاحمدیہ بنے دو تین روز ہوئے تو مَیں بہت گھبرایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے قدموں میں بیٹھ کر بہت روٗیا اور اپنے مخصوص لہجے میں مَیں نے کہا۔ مذکر مؤنث کا تو ان کو خیال نہیں رہتا تھا کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا۔ اس پر حضور نے شفقت سے فرمایا کہ خلیفہ وقت جب فیصلہ کر لیتا ہے اور دعا کر کے فیصلہ کیا ہے تو بدلتا نہیں۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ جب مشکل ہو میرے پاس آ جانا۔ اور کہتے تھے کہ پھر میں نے خلفاء کی دعاؤں کو ہمیشہ اپنے سر پر ہی دیکھا۔ خدام سے براہِ راست تعلق تھا۔ کہتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ دفتر میں کم سے کم بیٹھنا اور خدام سے براہِ راست تعلق رکھنا۔ محمود صاحب عموماً دفتر میں بیٹھنے کے بجائے شام کو باہر کرسی پر بیٹھ جایا کرتے تھے، خدام الاحمدیہ کا کیونکہ باقاعدہ دفتر ہے اور سارا احاطہ ہی خدام الاحمدیہ کا ہے اس لئے وہاں خدام کا ہی آنا جانا ہوتا تھا تو وہاں بیٹھ جاتے تھے اور ایوان محمود میں آنے جانے والوں سے براہ راست رابطہ رکھتے، حال احوال پوچھتے، خدام سے بے تکلف ہوتے، نتیجۃً خدام سے یگانگت کا ماحول پیدا ہو جاتا۔ ہر ایک کے غم میں برابر کے شریک ہوتے۔

ڈاکٹر مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن ہم دفتر میں بیٹھے کام کر رہے تھے کہ بہت دیر ہو گئی تو محمود صاحب کہنے لگے کہ کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ۔ کہتے ہیں میں گیسٹ ہاؤس گیا۔ جو کھانا دارالضیافت سے معاونین کے لئے آیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ چند بچے کھچے ٹکڑے تھے۔ میں خالی ہاتھ واپس آیا اور بتایا کہ کچھ نہیں ہے۔ صرف چند ٹکڑے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ وہ بھی تبرک ہیں وہی لے آؤ۔ چنانچہ وہی ٹکڑے انہوں نے کھائے۔ کسی منتظم کو یا گیسٹ ہاؤس کے خادم کو نہ کوئی ہدایت دی نہ ہی کچھ باز پرس کی کہ میرے لئے کوئی کھانا وغیرہ کیوں نہیں رکھا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ رات کا وقت ہے، ان کو شوگر اس وقت ہو گئی ہوئی تھی، اور شوگر کے مریض کو تو بعض دفعہ بھوک بھی لگ جاتی ہے۔ لیکن کوئی اظہار نہیں کیا۔ اسی طرح معتمد صاحب کا اور دوسرے کارکنوں کا گھر بھی خدام الاحمدیہ کے احاطے میں تھا مگر انہیں بھی زحمت نہیں دی۔

پھر ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ تاریخ خدام الاحمدیہ لکھنے پر انہوں نے ہی مامور کیا اور بہت حوصلہ افزائی کی۔ ان کی زبان میں بنگالی لہجہ تھا جو تحریر میں بھی آ جاتا تھا۔ عموماً اپنے خطوط مجھ سے لکھواتے۔ 2010ء میں جب وہ جلسہ لندن پر تشریف لائے تو کچھ خطوط اور رپورٹس خاکسار سے لکھوائیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی یہاں آئے ہوئے تھے۔

ان کا جو بنگالی لہجہ تھا اس میں الفاظ کی ادائیگی کی وجہ سے بعض دفعہ سمجھنے میں دشواری ہوتی تو کہتے ہیں کہ مذاق سے کہہ بھی دیا کرتا تھا لیکن کبھی انہوں نے مذاق کو برا نہیں مانا۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر جو بات خاکسار نے یعنی ڈاکٹر صاحب نے ان سے سیکھی، وہ خلیفہ وقت کی اطاعت اور مفوضہ فرائض کی ادائیگی میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو کمال تک پہنچا دینا تھا۔ وہ خلفاء کے معتمد تھے۔ اگر کبھی خلیفہ وقت کی طرف سے کسی معاملے میں باز پرس ہوتی تو قول سدید سے کام لیتے۔ کبھی اس لئے ہمت نہ چھوڑتے کہ حضور کی طرف سے ناراضگی کیوں ہوئی ہے بلکہ ہمیشہ اصلاح پر مامور رہتے اور آئندہ کے لئے خلفاء سے رہنمائی چاہتے۔ دعا کرتے اور دعاؤں کے لئے کہتے۔

فیروز عالم صاحب بھی یہ لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے گہری وابستگی تھی۔ 1982ء میں جب میں جامعہ گیا تو اس وقت میں تجربہ سے عاری ایک نو احمدی تھا اور اپنی اہم مصروفیت کے باوجود کہتے ہیں کہ مجھ پر نظر شفقت رکھتے۔ عید اور دوسرے مواقع پر گھر بلاتے، تحفے دیتے۔ غریب الوطنی میں جو کمیاں ہوتیں انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح عبدالاوّل صاحب نے بھی انہی خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور سب سے بڑی خصوصیت یہی کہ خلافت کے بہت ہی قریبی تھے اور قربان تھے۔ خاموش طبع تھے۔ دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھنے والے باعمل بزرگ تھے۔ بارہا مجھ جیسے بچے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ کہتے ہیں جب میں میٹرک کر کے جامعہ گیا تو اس وقت سولہ سال کا تھا اور وہاں میں نے دیکھا کہ آپ دور بیٹھے بھی اپنے وطن کے حالات کا جائزہ لیتے رہتے اور قیمتی دعاؤں اور مشوروں سے نوازتے رہتے تھے۔

گزشتہ سال مَیں نے ان کو بنگلہ دیش ایک جلسہ پہ نمائندے کے طور پر بھجوایا تھا تو کہتے ہیں وہاں بھی بڑے خوش تھے اور بار بار ہماری حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

خالد سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ امیر صاحب بتایا کرتے تھے کہ جب ہم پڑھنے کے لئے ربوہ آئے تو میرے ساتھ اور بھی لڑکے تھے۔ ہم حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لئے گئے تو حضور چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ ہم پاس ہی زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ہمیں وقف کی اہمیت اور قربانی کے بارے میں بتا رہے تھے اور حضور نے اپنا ایک ہاتھ میرے اوپر رکھا ہوا تھا کیونکہ میں سب سے زیادہ حضور کے قریب تھا۔ اللہ کی حکمت کہ باقی اکثر لڑکے جو باہر سے آئے ہوئے تھے آب و ہوا اور غذا وغیرہ کی سختی برداشت نہ کر سکے اور واپس گھروں کو چلے گئے۔ میں نے اپنی تعلیم اور وقف خدا کے فضل سے پورا کیا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لمس کی برکت تھی۔

پھر خالد سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ امیر صاحب مرحوم ایک ذہین انسان تھے۔ تعلق بنانے اور نبھانے کا فن خوب جانتے تھے اور اسے جماعت کے مفاد میں استعمال کرتے تھے۔ اس کے نتیجہ میں امیگریشن کا عمل پاکستانی احمدیوں کے لئے آسان ہو گیا اور آسٹریلیا کی جماعت جو آپ کے آسٹریلیا آنے پر صرف چند سو تھی اب ہزاروں میں ہو چکی ہے اور ترقی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق احمدیوں کو آسٹریلیا کے سبھی بڑے شہروں میں بسایا گیا۔ چنانچہ اب ہر سٹیٹ کے کیپیٹل میں مضبوط جماعت قائم ہے اور وسیع و عریض خوبصورت مساجد اور مشن ہاؤسز قائم ہیں۔

سڈنی میں بھی مسجد بیت الھدیٰ کے علاوہ خلافت سینٹینری ہال اور مشن ہاؤس بھی ہے اور ایک گیسٹ ہاؤس ابھی تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح برسبین (Brisbane) میں مسجد بنی۔ میلبرن (Melbourne) میں مسجد بنی۔ ایڈیلیڈ (Adelaide) میں مسجد محمود ہے۔ کینبرا (Canberra) میں مسجد کے لئے قطعہ زمین کے لئے کوشش ہو رہی تھی جلد مل جائے گا۔ آسٹریلیا کی جماعت میں، ان کی ترقی میں انہوں نے ماشاء اللہ خوب حصہ لیا ہے۔

آسٹریلیا کے نیشنل سیکرٹری تربیت عمران احسن صاحب جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ امیر صاحب 1991ء سے آسٹریلیا میں مشنری انچارج اور امیر جماعت کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ کے دور میں بہت

قربانی، صدقہ، شادی اور ولیمہ کیلئے بکرے و مرغے کا حلال گوشت دستیاب ہے
SINDHI BROTHERS
& MEAT SHOP

Prop. Tariq
Ahmadiyya Mohalla Qadian
Mob. 9780601509, 9888266901, 9988748328

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

بڑے پراجیکٹس تکمیل کو پہنچے جبکہ جماعت ابھی بھی بہت تھوڑی تعداد میں ہے۔

2006ء کے دورے کے بعد انہوں نے وہاں دو تین نئی مساجد اور سینٹینری ہال تعمیر کروایا۔ مسجد بیت السلام ملبرن جو ہے اس میں بڑا حصہ ہے وہ ہال ہے جس میں دو ہزار سے زائد نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح باقی مساجد بھی کافی وسیع ہیں۔ پھر آپ کے دور میں وفاقی حکومت آسٹریلیا کی دونوں سیاسی جماعتوں سے امیگریشن کے معاملات میں بہت اچھے روابط قائم ہوئے اور اسی طرح اور سہولتیں انہوں نے حکومت سے حاصل کیں۔ آسٹریلیا میں ذیلی تنظیموں کی تشکیل مرکزی خطوط پر کی۔ مختلف ممالک کے باشندوں کے مابین بھائی چارے کی فضا قائم کرنے میں آپ کی تربیت کا بہت ہاتھ ہے۔ آسٹریلیا میں صرف پاکستانی نہیں ہیں بلکہ وہاں پہ فجین بھی بہت سارے آئے ہوئے ہیں، آسٹریلین بھی ہیں اور افریقن بھی۔ انہوں نے ان سب میں بھائی چارے کی بہت فضا قائم کی اور ہر ایک کو ڈیوٹیاں سپرد کر کے ذمہ دار بنایا اور ان سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیا اور یہی ایک اچھے ایڈمنسٹریٹر کی خوبی ہے جس پر باقیوں کو بھی عمل کرنا چاہئے۔ ابھی پچھلے دنوں میں ان کا جلسہ ہوا ہے انہوں نے اس کی صدارت کی اور خدا تعالیٰ کی ذات کے شکر کے مضمون پر خطاب کیا۔ اس وقت تو بڑے صحت مند تھے۔ کسی کو خیال بھی نہیں تھا۔ بڑے (صحت مند) تو نہیں، مطلب یہ کہ بیماری کے لحاظ سے ان کی صحت دوبارہ بحال ہو رہی تھی اور کافی حد تک بحال ہو چکی تھی کہ پھر اچانک یہ سٹروک (stroke) ہوا۔

پھر وکٹوریہ جماعت کے صدر جاوید صاحب ہیں وہ اپنے ایک تفصیلی خط میں لکھتے ہیں کہ امیر صاحب کی معاملہ فہمی، چھوٹی چھوٹی بات میں رہنمائی، تدبر، بصیرت اور دور اندیشی کے واقعات ہر شخص کی زبان پر عام ہیں۔ امیر صاحب کے پاس پرانی سی گاڑی تھی مجلس عاملہ کے بار بار اصرار اور کہتے ہیں میری ذاتی درخواست پر بھی اچھی گاڑی نہیں لی اور ہمیشہ دوسرے مربیان کو اچھی گاڑیاں لے کر دیں۔ اپنی کوئی فکر نہیں تھی۔ اسی طرح ان کی بیٹی نے لکھا ہے کہ کپڑوں وغیرہ کو لے کر ہم آتے تھے تو ان کو زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ یہی تھا کہ جو آرام دہ کپڑا ہے وہ پہنوں۔ زیادہ fuss کرنے کی ضرورت نہیں۔ جماعتی اخراجات پر بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ یادداشت بہت اچھی تھی۔ احباب جماعت کو ان کے ناموں سے یاد کرتے اور ان کی خوبیوں کو استعمال میں لانے کا خداداد ملکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہوا تھا۔

مجلس عاملہ میں اور شوریٰ کے اجلاس میں خلیفہ وقت کے حوالے دے کر بات سمجھایا کرتے تھے۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ ایک صاحب جنہوں نے یہاں جو کرکٹ ٹورنامنٹ ہوتا ہے اس میں آنا تھا لیکن ایک طوفان کی وجہ سے فلائٹ لیٹ ہوگئی یا کینسل ہوگئی اور وہ ٹورنامنٹ میں شامل نہیں ہو سکے تو امیر صاحب نے انہیں سمجھایا کہ پھر بھی ضرور جائیں۔ اگر ٹورنامنٹ میں شامل نہیں ہو سکتے تو کوئی بات نہیں۔ اصل مقصد تو خلیفۂ وقت سے ملاقات ہے اگر وہ ہو جائے تو تم سمجھو کہ تمہارا ٹورنامنٹ کا مقصد پورا ہو گیا۔ اب دورے پر جب میں گیا ہوں تو ان دنوں میں ایک بیماری کی وجہ سے کافی شدید بیمار تھے اور ساتھ میلبرن نہیں جا سکے لیکن فون پر ہر تھوڑے تھوڑے وقفے سے فون کر کے تمام انتظامات کا جائزہ لیتے رہے۔

کہتے ہیں کہ امیر صاحب اپنے خطابات میں خدام، انصار اور لجنات کو حقوق کی ادائیگی کی تلقین کیا کرتے تھے جس کا خوشگوار اثر ان کی زندگیوں میں دیکھنے میں آتا رہا۔ غیر ممالک سے آئے طلباء کا خاص خیال کرتے۔ شہداء کی فیملیز کے متعلق ہر دوسرے کام پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ فیملیز کے معاملات کو ہر دوسرے کام پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ تعزیری کارروائی کی کبھی شکایت کرنی پڑتی اور یہاں سے تعزیر ہوتی تو فرمایا کرتے تھے کہ اس سے میرا دل کٹ جاتا ہے اور معافی کے معاملے میں بہت جلدی کرتے تھے۔ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے لئے امیر صاحب کی شخصیت ایک ایسی اینٹ کی حیثیت رکھتی ہے جس نے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی تعمیر و تنظیم میں بنیاد کا کام کیا ہے۔

ڈاکٹر سید حسن احمد کہتے ہیں کہ پیار کا ایک سمندر تھا جو میں نے آپ میں دیکھا اور محسوس کیا۔ ہر احمدی چاہے چھوٹا ہو یا بڑا آپ کے گھر بلا تکلف چلا جاتا اور معمولی نوعیت کی باتیں ان سے بیان کرتا۔ نوجوانوں کو خاص طور پر کام سپرد کرتے۔ گویا ان کو لیڈر بننے کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ ہر وقت جماعت افراد جماعت کے درد میں گھلتے رہتے تھے۔

میلبرن سے ایک اسامہ احمد صاحب کہتے ہیں کہ مولانا محمود احمد صاحب کا وجود ہم آسٹریلیا کے احمدیوں کے لئے ایک شفیق باپ کی طرح تھا۔ آپ آسٹریلیا کے تمام احمدیوں سے یکساں اور بلا امتیاز پیار اور شفقت اور محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے کو اپنے حسن سلوک، اعلیٰ اخلاق اور نمونے سے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ آپ ہر موقع پر سڈنی آنے والے مہمانوں کا بہت خیال رکھتے۔ ہر جلسے اور اجتماع کے موقع پر اپنے گھر سے باہر تشریف لا کر مہمانوں کا خود استقبال کرتے اور گلے لگاتے۔ ہم ہمیشہ امیر صاحب کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھتے اور اس محبت اور سلوک سے سفر کی تھکان دور ہو جاتی۔

بعض لوگوں نے ان کو بعض تکلیفیں بھی دیں لیکن جب تحقیق کی گئی تو باوجود لوگوں کی بدظنیوں کے کبھی براہ راست ان کا قصور نہیں نکلا۔ ایک دو کیس ایسے تھے جن میں ان پر بدظنیاں کی گئیں اور شکایتیں کرنے والوں کا ہی اصل میں قصور ہوتا تھا۔

ایک خاتون طاہرہ اطہر صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ چند دن پہلے جلسہ سالانہ آسٹریلیا ختم ہوا ہے۔ مسجد میں رہائش پذیر مہمانوں کی مہمان نوازی کی خاص تاکید کرتے رہے کہ جلسے پر آنے والوں کا خیال رکھا جائے۔ نمازوں کی ادائیگی کے لئے بڑی تاکید کی۔

ہمارے ہاں پریس کے انچارج عابد وحید ہیں جو میرے ساتھ دورے پر بھی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ گزشتہ دورہ آسٹریلیا کے دوران محترم محمود بنگالی صاحب کو قریب سے دیکھنے اور جاننے کا موقع ملا۔ باوجودیکہ تمام دورے کے دوران ان کی طبیعت ناساز تھی۔ چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھتے اور بھرپور توجہ دیتے۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ رات کے کھانے میں ہمیں دوسرے روز بھی ایک ہی سبزی پیش کی گئی۔ گو کہ ہمیں اس بات کا احساس بھی نہیں تھا لیکن بنگالی صاحب نے اس بات کو نوٹ کیا اور بیماری کے باوجود خود کچن میں جا کر ضیافت والوں سے وجہ معلوم کی کہ یہاں کوئی اور سبزی نہیں ملتی جو ایک ہی چیز کھلائی جا رہی ہو۔ اس طرح مہمانوں کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کی طبیعت میں عاجزی بہت تھی۔ یہ عابد کہتے ہیں کہ اپنے علم و تجربے کے باوجود مجھ سے پریس اور میڈیا کے امور کے متعلق مشورہ لینے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ نظام جماعت کی عزت کرتے اور خلافت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔

زرتشت منیر صاحب امیر ناروے کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ صدر خدام الاحمدیہ تھے۔ خاکسار کو کراچی میں بطور قائد ضلع خدمت کی توفیق ملی۔ انتہائی پرآشوب دور میں آپ نہایت کامیاب صدر تھے۔ یہ چوراسی پچاسی چھیاسی کا دور تھا جب حالات بہت خراب ہو گئے تو سندھ اور بلوچستان کو جماعتی اور تنظیمی سطح پر جماعت کراچی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ سندھ میں کسی جگہ بھی شہادت ہوتی تو محمود صاحب یا ان کا نمائندہ کراچی جماعت کے نمائندے سے قبل پہنچ جاتے۔ مشکل حالات میں محمود صاحب بہت دلیری، دانشمندی کے ساتھ بڑے مشکل امور کو بڑی محنت کے ساتھ سرانجام دیتے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا اور اس کی بڑی غیرت رکھتے تھے۔ حفاظت کے سلسلے میں معمولی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ جب ہم ربوہ اجتماعات اور جلسوں پر جاتے تو آپ بہت ہی پیار و محبت کا سلوک فرماتے۔

ملک اکرم صاحب جو یہاں مربی ہیں یہ کہتے ہیں کہ جامعہ میں طالب علمی کے دور میں خاکسار نے ان کے ہمراہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت راولپنڈی کی مجلس کا دورہ کیا۔ انہوں نے ہر مجلس میں مختلف تقریر کی۔ آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفائے احمدیت کے کلمات پورے حوالوں کے ساتھ زبانی یاد کئے ہوئے تھے اور راولپنڈی کے ایک سینئر عہدے دار نے ایک جلسے کے بعد کہا تھا کہ زندگی میں یہ بچہ اعزاز پائے گا حالانکہ اس وقت محترم محمود صاحب جامعہ کے تیسرے چوتھے سال کے طالبعلم تھے۔ اکرم صاحب کہتے ہیں کہ خاکسار کو آپ کی صدارت خدام الاحمدیہ کے دور میں ان کی عاملہ میں پانچ سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ نہایت باریک بین، زیرک، معاملہ فہم انسان تھے۔ انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ نہایت شفیق اور محبت کرنے والی ہستی تھی۔ خود بھی محنتی تھے اور عاملہ سے بھی محنت کی توقع رکھتے تھے۔ نہایت دلیر تھے۔ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ایک شریر فطرت افسر ربوہ پر مسلط کر دیا گیا تو اس نے بعض نامناسب روکیں پیدا کر دیں۔ محمود صاحب بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ اس کے دفتر گئے اور ایسے رعب اور دبدبے سے بات کی کہ خوف سے اس نے ان رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ کام کے دوران کبھی بھی انہیں جماعتی کار اپنے ذاتی کام یا فیملی کے لئے استعمال کرتے نہیں دیکھا۔ ربوہ میں بالعموم پیدل یا سائیکل پر تقریبات میں شرکت کرتے۔ خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ غیر احمدی لوگوں سے احمدی نوجوان بہتر ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد نہیں تھا کہ دوسروں کے ساتھ اپنی نسبت تلاش کرتے پھرو یا ان سے مقابلہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ ہر احمدی کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں اور اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔

بنگلہ دیش کے ظفر احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بنگلہ دیش میں ان کے قیام کے دوران ان کی خدمت کی توفیق پائی، جب یہ گزشتہ سال گئے ہوئے تھے۔ محمود احمد صاحب بہت ہی سادہ طبیعت کے اور ملنسار انسان تھے۔ نمازوں کے لئے بروقت مسجد میں حاضر ہوتے تھے۔ بیماری کے باوجود باقاعدگی سے تہجد پڑھتے تھے۔ مہمان خانے میں ان کے قیام کے دوران ان کی ہدایت تھی کہ جو بھی ملنا چاہیں انہیں روکنا نہیں۔ ذاتی خرچ پر ان

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian
کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ : پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

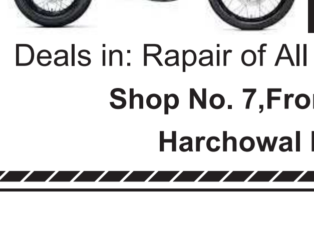
Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ ہر ایک کا خیال رکھتے تھے۔ مریضوں کی عیادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اس طرح کی خصوصیات تو بہت ساروں نے لکھی ہیں کہ جو پہلے دن سے تھے آخر تک وہ رہے۔

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن لکھتے ہیں کہ نہایت مخلص، دیندار، خاکسار اور بے ریا انسان تھے۔ کہتے ہیں 2004ء میں مجھے ایک ماہ کے لئے آسٹریلیا جانے کا موقع ملا تو اس دوران ان کی بے شمار خوبیوں سے آگاہی ہوئی۔ سرفہرست ان کی خلافت سے محبت اور اطاعت تھی۔ صبح کی سیر میں اکثر اس موضوع پر بات ہوتی۔ جماعت کی ترقی اور جماعتی کاموں میں شمولیت اور وابستگی پر بات ہوتی۔ اس بات کا بڑے درد سے ذکر کرتے کہ ابھی بہت کمزوریاں ہیں۔ دوروں پر جاتے ہوئے مجھے ہر جماعت کے حوالے سے بتا دیتے کہ انہیں کن کن امور کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔

خالد احمد صاحب جو ہمارے رشین ڈیسک کے انچارج ہیں۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ آپ سے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد محمود صاحب کی محبت نہایت درجہ عقیدت میں تبدیل ہوگئی اور ذکر سے ہی چہرے پر انکساری اور عاجزی اور خلوص پھوٹ جاتا تھا۔ پھر یہ کہتے ہیں اور واقعی یہ صحیح کہتے ہیں۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ فی زمانہ آپ کے مقام و مرتبہ کے مخلص، عاجز، متقی، درویش صفت، ہمدرد، خلافت کے فدائی بہت کم ہوں گے۔

ایک عزیز نے لکھا کہ وہ امیر صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آسٹریلیا کے ہی کسی فرد جماعت کا فون آیا جو اپنی بات منوانا چاہتا تھا اور اس میں کچھ سختی کے الفاظ بھی استعمال کر رہا تھا کہ میں ٹھیک ہوں۔ محمود صاحب نے اسے سمجھایا تو وہ اور زیادہ غصہ میں آ گیا کہ میں پھر خلیفہ وقت کو آپ کی رپورٹ کروں گا۔ خیر جب بات ختم ہوئی تو بڑے افسوس سے کہنے لگے کہ یہ لوگ غلطیاں خود کرتے ہیں اور پھر خلیفہ وقت کے لئے پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔

یہ تو جیسا کہ میں نے کہا کئی لوگوں نے کہا ہے کہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ غلطی کی وجہ سے خلیفہ وقت سے کیا سرزنش ہوگی۔ جو حق تھا تمام معاملہ انصاف کے ساتھ پیش کر دیا کرتے تھے۔ نوجوانوں کو سمجھاتے رہتے تھے کہ ہم تو مہرے ہیں۔ یہ خدا کی جماعت ہے خود معاملات سنبھالتا چلا جا رہا ہے۔ اگر تمہیں موقع مل رہا ہے تو موقع سے فائدہ اٹھاؤ۔

ان کی جو جماعتی خدمات ہیں وہ زعامت ناصر ہوسٹل سے انہوں نے شروع کی تھیں۔ پھر 77ء سے 79ء تک مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ رہے۔ پھر سالانہ اجتماع 79ء کے موقع پر آپ کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اعلیٰ ذمہ داری تفویض ہوئی۔ 80-1979ء سے اٹھاسی انانوے تک تقریباً دس سال صدر خدام الاحمدیہ رہے۔ خدام الاحمدیہ کے آخری صدر تھے جو بین الاقوامی تھے جیسا کہ میں نے بتایا۔ پھر اس کے بعد سے علیحدہ علیحدہ تنظیمیں ہوگئیں۔ شعبہ اصلاح و ارشاد میں خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت رابعہ میں جب مرکزی شعبہ سمعی بصری کا قیام عمل میں آیا تو نومبر 1983ء میں اس کی نگرانی آپ ہی کے سپرد ہوئی۔ 84ء میں بطور وکیل سمعی بصری تحریک جدید میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے بعد یہ شعبہ بھی تحریک جدید میں ختم ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ شاید ختم نہیں ہو گیا بلکہ ایم ٹی اے کے بعد اس نے کام نہیں کیا کیونکہ اس وقت یہ کیسٹ پہنچانے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ پھر ایم ٹی اے نے یہ کام سنبھال لیا۔ 28/جون 1991ء سے لے کر تا دمِ آخر آسٹریلیا کے امیر کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ ان کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ یقیناً بے نفس اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ جماعت کی خدمت کرنے والے بزرگ تھے۔ نہ اپنی صحت کی پرواہ کی نہ کسی روک کو جماعتی کام میں سامنے آنے دیا۔ میرے گزشتہ دورہ آسٹریلیا کے دوران باوجود اس کے کہ انتہائی تکلیف میں تھے ہر کام کی نگرانی کرتے رہے۔ میں جب جہاز سے باہر آیا ہوں تو یہ سامنے کھڑے تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر بڑی فکر پیدا ہوئی۔ کمر کی ان کو شدید تکلیف تھی۔ ان کی ریڑھ کی جو ہڈی تھی وہ کافی خراب ہو چکی تھی۔ ڈاکٹروں کے مطابق تو ایسے مریض کو آرام کرنا چاہئے لیکن انہوں نے آرام نہیں کیا کہ خلیفہ وقت کا دورہ ہے تو میں کس طرح آرام سے بیٹھ سکتا ہوں۔ ائیر پورٹ سے باہر آ کے کار میں بیٹھتے ہوئے نائب امیر ناصر صاحب ہماری کار ڈرائیو کر رہے تھے ان کو میں نے کہا کہ محمود صاحب تو مجھے بہت زیادہ کمزور اور بوڑھے لگے ہیں۔ اس وقت مجھے ان کی تکلیف کا اندازہ نہیں تھا۔ یہ تو تفصیل بعد میں مجھے پتہ لگی۔ وہاں کے ڈاکٹر سے بات کی تو پتا چلا کہ کس طرح یہ شخص اتنی شدید تکلیف میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر چل پھر رہا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ تمام امور کی جو دورے سے متعلقہ تھے نگرانی بھی کر رہے تھے۔ ایک دن اسی تکلیف کے ساتھ دورے کے دوران ان کا بلڈ پریشر بھی بہت بڑھ گیا۔ خیال یہ ہوا کہ سٹروک نہ ہو یا دل کا حملہ نہ ہو۔ حالت انتہائی خراب تھی۔ ہسپتال لے کر گئے۔ چند گھنٹے ہسپتال میں رہے پھر بہرحال ہسپتال والوں نے گھر آنے کی اجازت دے دی۔ اور اس مرد مجاہد نے گھر آتے ہی پھر دوبارہ کام شروع کر دیا۔ ایک شہر میں میرے ساتھ دورے پر نہیں جا سکے تو اس کا بڑے غم سے ذکر کرتے تھے۔ دوسری جگہ تکلیف کے باوجود بھی گئے۔ باوجود اس کے کہ میں نے کہا نہ جائیں لیکن یہ ساتھ گئے اور تمام پروگرام جو بڑے hectic اور سخت پروگرام تھے اس میں یہ ساتھ ساتھ رہے۔ ہر وقت موجود رہے نگرانی کرتے رہے۔ اپنی فکر بھول کر میری فکر تھی کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور تمام پروگرام باحسن ہو جائیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ میری فکر تھی بلکہ جو میرے قافلے کے افراد تھے ان کی بھی فکر تھی۔ ان کا بھی خیال رکھا۔ بار بار اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ تم لوگوں کا صحیح خیال نہیں رکھ سکا۔ اور یہ فکر صرف اس وجہ سے تھی کہ قافلے کے افراد کی وجہ سے خلیفہ وقت کو تکلیف نہ ہو بلکہ مجھے تو دوران دورہ ان کی فکر رہی کہ ان کی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔ بہرحال دورے کے دوران ہی ان کی طبیعت بہتر ہونا شروع ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ کافی بہتر ہوگئی۔ گزشتہ دنوں ان کا جلسہ ہوا، شوریٰ ہوئی اس میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔

میں نے خدام الاحمدیہ میں بھی ان کے ماتحت کام کیا ہے۔ بڑے کھلے ہاتھ سے اپنے ماتحتوں سے کام لیا کرتے تھے۔ کام کرنے کا ان کو موقع دیتے تھے اور پھر قدردانی بھی کیا کرتے تھے۔ اور خلافت کے بھی ایسے سلطان نصیر کہ جس کی مثالیں کم کم ملتی ہیں اس کا تو میں نے شروع میں ہی ذکر کر دیا ہے۔ ان کے جانے سے گو آسٹریلیا جماعت میں ایک خلاء پیدا ہوا ہے لیکن الٰہی جماعتوں کو اللہ تعالیٰ خود سنبھالتا ہے اور ان خلاؤں کو خود پورا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ان جیسے سلطان نصیر ہمیشہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا رہے جو خلافت کے باوفا بھی ہوں، جاں نثار بھی ہوں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اہلیہ اور بچوں کا بھی حافظ و ناصر ہو اور انہیں بھی توفیق دے کہ اپنے باپ کی طرح ایمان وایقان میں مضبوط ہوں اور خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی توفیق دے کہ اپنے ماں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

ابھی نماز جمعہ کے بعد میں انشاء اللہ ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔☆☆☆☆

جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

پالاکرتی: مورخہ 23 مارچ کو بعد نماز مغرب و عشاء بمقام مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم محمد نذیر احمد صاحب جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمد یعقوب صاحب قائد مقامی نے کی۔ مکرم مولوی محمد نور الدین صاحب اور مقامی معلم مکرم محمد مظفر پاشا صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ دُعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

میلارم: 23 مارچ کو بعد نماز مغرب و عشاء جماعت احمدیہ میلارم میں زیر صدارت مکرم اصغر صاحب جلسہ کا انعقاد ہوا۔ عزیزم رحیم پاشا صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ عزیز حافظ پاشا صاحب نے نظم پیش کی بعد ازاں مکرم مجیب احمد صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم محمد سلطان احمد صاحب مقامی معلم نے صداقت حضرت مسیح موعود کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

پسرہ گونڈہ: مورخہ 23 مارچ کو جماعت احمدیہ پسرہ گونڈہ کے زیر انتظام مکرم حسین صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید مکرم سید حسین صاحب نے کی۔ عزیزم عقیل پاشا صاحب نے نظم پیش کی۔ مکرم حسین صاحب اور مکرم مجیب خان صاحب مقامی معلم نے تقریر کی دُعا کے ساتھ اجلاس ختم ہوا۔ (شبیر احمد یعقوب۔ امیر ضلع ورنگل)

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیما پوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

وَسِّعْ مَكَانَكَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ 2

احمدیت اُسی غلاظت کو چاٹ چاٹ کر اپنی دنیا و عاقبت خراب کررہے ہیں۔

معترض نے حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد کے سرسبز و شاداب رہنے کے متعلق جو طعن کیا اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ پاکستان میں جماعت احمدیہ نامساعد حالات سے گذر رہی ہے لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ انبیاء کی جماعتوں کی صداقت کی ایک نشانی ابتلاء بھی ہے اور ان کے مخالفین ہر طرح کا سفلہ پن اختیار کرکے ان پر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن ہر مخالفت کے بعد وہ ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ اُبھرتے ہیں اور مخالفین ان کے جوش ایمان کو فرو نہیں کرسکے۔ یہی حال جماعت احمدیہ کا ہے۔ ہر مخالفت کے بعد جماعت احمدیہ کی ترقی میں تیزی آئی ہے۔ مخالفین یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ جتنا زور جماعت احمدیہ کو نابود کرنے کیلئے لگاتے ہیں اس سے ہزارہا گنا زور کے ساتھ جماعت ترقی کرتی ہے۔ اس بات کا تو مخالفین احمدیت کو بھی اعتراف ہے کہ ان کی مخالفت جماعت احمدیہ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکی۔

1947ء میں جماعت احمدیہ کو جو قادیان دارالامان سے ہجرت کرنی پڑی اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعودؑ کو قبل ازیں 1895ء میں بذریعہ الہام 'داغ ہجرت' کے الفاظ میں خبر مل چکی تھی چنانچہ جب 1947ء میں ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو جماعت احمدیہ کو اپنے دائمی مرکز کو الوداع کہنا پڑا اور سوائے 313 احباب کے قادیان کے تمام احمدی احباب کو پاکستان ہجرت کرنا پڑی۔ وقتی طور پر یہ ہجرت تکلیف دہ تو تھی لیکن اس سے جماعت کی ترقیات کے نئے باب کھلے۔ اور خدائی تقدیر نے ثابت کردیا کہ ترقیات کے وہ ابواب جو اب تک قادیان میں رہ کر نہیں کھلے تھے، ربوہ میں نئے مرکز کے قیام کی صورت میں کھل گئے۔

پاکستان میں جب جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر مہمات جاری ہوئیں تو خلیفہ وقت کو 1984ء میں ربوہ سے لندن ہجرت کرنا پڑی اور اس ہجرت نے تمام دنیا پر جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت کو ثابت کردیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی اور روحانی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے اُن ترقیات اور کامیابیوں سے نوازا جنہیں دیکھ کر آج معاندین احمدیت کی آنکھیں خیرہ ہیں اور وہ کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتے۔

وہ معاندین احمدیت جنہوں نے جماعت احمدیہ کا خلیفہ وقت سے تعلق ختم کرنا چاہا، اُنہیں اقرار کرنا پڑا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کا تعلق اس کے خلیفہ سے ختم کرنا چاہا لیکن ان کا خلیفہ آج ہر احمدی کے گھر میں ایم ٹی اے کے ذریعہ داخل ہورہا ہے۔

بے شک ہجرت کے نتیجہ میں بعض وقتی دشواریوں سے جماعت کو دوچار ہونا پڑا لیکن خدا تعالیٰ کی اس سنت کے مطابق کہ وہ انبیاء کی جماعتوں کو ہجرت کے نتیجہ میں لامتناہی ترقیات سے نوازتا ہے، آج جماعت احمدیہ لامتناہی ترقیات سے ہمکنار ہوتی چلی جارہی ہے۔

پھر اشتہار 20 فروری 1886ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر فرمایا تھا۔

"اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 15

کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہوجائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہوجائیں گے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔" (صفحہ 102-103)

اس پیشگوئی کے متعلق بھی معترض نے حقائق پر پردہ ڈالتے ہوئے لکھا کہ "اس (یعنی حضرت مسیح موعود) کے جدی بھائیوں کی نسل بھی نہ کٹ سکی۔

اسی مفہوم کا ایک اور الہام سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو 1900ء میں ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کرکے فرمایا: يَنْقَطِعُ اٰبَآؤُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ

اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کیا کہ:

"وہ وقت آتا ہے کہ تیرے باپ دادے کا ذکر بھی کوئی نہیں کرے گا اور ابتداء سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا (اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے"۔

(اربعین نمبر 2 صفحہ 6 تا 9 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 351-355)

یہ الہام اس وقت کا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شرکاء خاندان اپنے آپ کو خاندان کی عزت اور شہرت کا اصل وارث سمجھتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو نیچا دکھانے اور مخالفت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ وقت گزرتا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا مخالف طبقہ خدائی عذاب کی گرفت میں آتا گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جس وقت حضورؑ (حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) نے دعویٰ کیا اس وقت آپ کے خاندان میں ستر کے قریب مرد تھے لیکن اب ان کے سوا جو حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی یا روحانی اولاد ہیں ان ستر میں سے کسی ایک کی بھی اولاد موجود نہیں۔"

(الحکم نمبر 19 مورخہ 28/21 مئی 1943ء صفحہ 10)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام نہایت شان سے جسمانی اور روحانی دونوں طریق سے پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کے تمام مخالفین کے سلسلہ نسل کو ختم کردیا۔ اور خاندان کے جو لوگ آپ پر ایمان لائے وہ بھی آپ ہی سے موسوم ہوئے اور آج ان کے آباء کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ (جاری)

تنویر احمد ناصر۔ قادیان

اعلان دُعا و اظہار تشکر

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و احباب جماعت کی پر خلوص دُعاؤں کے نتیجہ میں میری بڑی بیٹی عزیزہ دُرّ عدن سلمھا اللہ کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس کے امتحان میں نمایاں کامیابی ملی ہے۔ الحمد للہ۔ اب اسے اسی یونیورسٹی میں پوسٹ گریجویٹ میں بطور چائلڈ اسپیشلسٹ داخلہ مل گیا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو آئندہ بھی نمایاں کامیابیوں سے نوازے اور نافع الناس وجود بنائے۔ آمین۔ اعانت بدر 500 روپے۔

(شوکت جہاں اہلیہ سید احمد مونگیر بہار)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

ملنے کا پتہ: دُکان حکیم چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم

احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رابطہ: عبدالقدوس نیاز

098154-09445

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

10 Years Quality Service 2003-2013

Study Abroad

سٹڈی ابراڈ

• Certified Agent of the British High Commission

• Trusted Partner of Ireland High Commission

• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

All Services free of Cost

Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us

Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years

Achievements

• NAFSA Member Association , USA.

Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh.
Phone : +91 40 49108888.

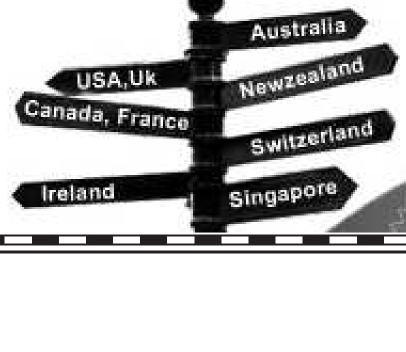

Study Abroad

10 Offices Across India

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD: Naved Saigal

Website:www.prosperoverseas.com

E-mail: info@prosperoverseas.com

National helpline: 9885560884

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مامورِ زمانہ مسیح و مہدی کے منکروں کو اِسلام کی تبلیغ واِشاعت کی توفیق نہیں مل سکتی!!

روزنامہ "سازدکن" حیدرآباد کے ایڈیٹر محمد باقر حسین شاذ صاحب نے 18 فروری 2014 کے شمارہ میں صفحہ 4 پر خود اپنے نام سے جماعت احمدیہ کے متعلق یہ نہایت ہی ظالمانہ اشتہار شائع کیا کہ :

> **عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ**
>
> **قادیانی جوخود کو احمدی کہتے ہیں مسلمان نہیں**
>
> کیونکہ قادیانی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا وہ ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا ہے
>
> جاری کردہ : باقر حسین شاذ نائب صدر مجلس احرار ہند
> شعبہ تحفظ ختم نبوّت مجلس احرار ہند صدر دفتر جامع مسجد لدھیانہ 8، پنجاب 1

گزشتہ دو شماروں سے ہم محمد باقر حسین شاذ صاحب کے اس ظالمانہ اشتہار کا جواب دے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ تو سر سے لیکر پیر تک مسلمان ہی مسلمان ہے۔ ہمارا قول وعمل قال اللہ اور قال الرّسول کے عین مطابق ہے۔ یہ جماعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح اور مہدی کی جماعت ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے قائم کردہ الٰہی جماعت ہے۔ ہم پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دے رہے ہیں اور آنے والا وقت ہم سے جس قسم کی بھی قربانی کا مطالبہ کرے گا ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ پھر ہم کافر کیسے ہوسکتے ہیں؟ پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خاطر جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی مالی قربانیوں کی ایک ادنیٰ جھلک گزشتہ شمارہ میں ہم نے پیش کی تھی اور محمد باقر حسین شاذ صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ 'کافر' کی قربانیاں تو آپ نے دیکھ لیں اب آپ 'مسلمان' کی قربانیوں کا بھی کچھ نمونہ ہمیں دکھائیے۔

جماعت احمدیہ کی صداقت کے نشانات ہر سُو بکھرے پڑے ہیں انہیں مشاہدہ کرنے کیلئے تو صرف دل نیک اور فطرت سلیم چاہیئے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اگر کسی کے باطن میں کوئی حصّہ رُوحانیت کا ہے تو وہ مُجھ کو قبول کرلے گا" جس نے بھی نیک نیتی کے ساتھ تلاشِ حق کی ہے اس پر حق کھل گیا ہے۔ پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح ومہدی کی بیعت کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مسیح ومہدی کی صداقت کی تحقیق کریں اور اسے قبول کرلیں۔ چودہ سو سال کی طویل مدّت کے بعد اللہ نے مسلمانوں کی بگڑی بنانے کے لئے وہ عظیم الشان رُوحانی انعام نازل فرمایا جس کا انتظار کرتے کرتے لاکھوں گزر گئے، اسکا انکار کرنا حد درجہ کفرانِ نعمت اور اللہ اور اس کے رسول کی شدید گستاخی ہے۔

اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جو کام جماعت احمدیہ کررہی ہے پوری دنیا کی اسلامی حکومتیں مل کر بھی وہ کام آج نہیں کرپارہی ہیں جبکہ جماعت احمدیہ کے مقابل پر ان کی طاقتوں کا شمار تو کیا شاید اندازہ لگانا بھی مشکل ہو۔ غور کا مقام ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ بالکل واضح ہے کہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے ہی ملے گی جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ہوگا، یعنی سچّوں کو۔ **امامِ وقت کے منکروں کو اسلام کی تبلیغ واشاعت کی توفیق** ہرگز نہیں مل سکتی۔ یہاں پر ہم جماعت احمدیہ کی طرف سے پوری دُنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر کی جانے والی کوششوں کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔

(1) جماعت احمدیہ کا ہر فرد ایک مبلغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر فردِ جماعت اپنے اپنے دائرہ میں حسبِ توفیق تبلیغ کرتا ہے۔

(2) اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خاطر باقاعدہ تعلیم دے کر مبلغ بنانے کا نظام جماعت میں سو سال سے جاری ہے۔ اس کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1906 میں مدرسہ احمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ مدرسہ آج پوری دنیا میں اپنی شاخیں پھیلا چکا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، افریقہ، انڈونیشیا، بنگلہ دیش وغیرہ ممالک میں کئی سال سے جامعات کھل چکے ہیں اور یہاں سے مبلغین تیار ہو کر پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام کررہے ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ ہر مبلغ کی زندگی اسلام کی خاطر وقف ہوتی ہے۔ اُس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی بلکہ وہ خلیفہ وقت کی مرضی اور منشاء کے تحت کام کرتا ہے۔

(3) گرچہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی ہی سے دینِ اسلام کی خاطر وقف زندگی کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا لیکن جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقف زندگی کو ایک نئی سمت عطا کی۔ آپ نے والدین کو تحریک کی کہ وہ اپنی اولاد کو پیدائش سے پہلے وقف کریں۔ اس تحریک کو "وقف نو" کا نام دیا گیا۔ "اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے واقفینِ نَو کی کُل تعداد پچاس ہزار چھ سو ترانوے ہے۔ لڑکیوں کی تعداد انیس ہزار تین سو چھتیس ہے اور لڑکوں کی تعداد اکتیس ہزار تین سو ستاون۔"

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 10 جنوری 2014 صفحہ 9)

محمد باقر حسین شاذ صاحب! یہاں ذرا رُک کر غور فرمایئے! اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خاطر یہ کتنا عظیم الشان منصوبہ ہے۔ "وقف نو" کی تحریک 1987 میں شروع ہوئی تھی۔ اس وقت سینکڑوں کی تعداد میں واقفین خدمت بجالا رہے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ آنے والے وقت میں لاکھوں کی تعداد میں واقفین پُوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کررہے ہوں گے۔ کتنا عظیم الشان نظارہ ہوگا۔ مسلمان اپنی اولاد کے ذریعہ سے دُنیا کمانے اور دُنیا کے سُکھ چین حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ احمدی اپنی اولاد کو اسلام کی خاطر وقف کررہے ہیں۔ کیا اتنی عظیم الشان قربانی اللہ اور اس کے رسول سے بے پناہ عشق ومحبت کے سوا ممکن ہے؟ کیا اس کی کوئی نظیر پیش کی جاسکتی ہے؟

(4) عارضی وقف کے تحت، افرادِ جماعت اپنی سہولت کے مطابق سال میں پندرہ دن یا مہینہ وقف کرکے تبلیغ کی خاطر نکلتے ہیں۔ اس کے لئے باقاعدہ دفتر ہے اور ایک نظام کے تحت یہ کام ہوتا ہے۔

(5) اسلام کی خوبیوں اور محاسن پر لاکھوں کی تعداد میں ہر سال لٹریچر کی اشاعت ہوتی ہے اور پھر اسے پوری دُنیا میں ایک سسٹم اور نظام کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے۔ مختلف زبانوں میں رسالوں اور کتب کی اشاعت اس کے علاوہ ہے۔ جس کے لئے جماعتی پریس دن رات اس خدمت پر مامور ہیں۔

(6) دُنیا کے 204 ممالک میں جہاں جہاں جماعت قائم ہے بک سٹال لگا کر اسلامی لٹریچر اور مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ لوگوں کو دیا جاتا ہے اس طرح سے بھی لاکھوں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچایا جاتا ہے۔

(7) ایگزیبیشن اور نمائش کے ذریعہ سے بھی لاکھوں لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے۔

(8) جماعت احمدیہ کے موجودہ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی ہدایت اور رہنمائی میں چند سالوں سے لیف لیٹس اور فلائرز کی تقسیم کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سے امریکہ، کینیڈا، جرمنی، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، ٹرینیڈاڈ، گوئٹے مالا، جمیکا، سرینام، یوکے، آئرلینڈ، ناروے، بیلجیئم، ہالینڈ، سپین، فرانس، پرتگال، مالٹا، آسٹریا، فن لینڈ، وغیرہ ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں فلائر تقسیم کئے گئے اور کروڑوں لوگوں تک اسلام کی امن بخش تعلیم پہنچائی گئی۔

(9) احمدیہ ویب سائٹ الاسلام کے ذریعہ سے بھی لاکھوں لوگ فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ تحقیق کرتے ہیں اور مسیح ومہدی کی جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں۔

(10) افریقہ کے مختلف ممالک میں ریڈیو کے ذریعہ سے بہت شاندار طریقے سے اسلام کی تبلیغ کی جارہی ہے اور اس کے بہت اچھے نتائج نکل رہے ہیں۔ مالی میں چھ ریڈیو سٹیشن قائم ہوچکے ہیں۔ ان ریڈیو سٹیشن سے فرنچ، جولا، بمبارا، سونیکے (Sonikay)، فلفلڈے (Fulfulde)، عربی اور سُرائی پورے زبانوں میں تبلیغ کے پروگرام ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بورکینا فاسو میں بھی چار ریڈیو اسٹیشنز کام کررہے ہیں۔ سیرالیون کے کیپیٹل فری ٹاؤن میں بھی ایک ریڈیو سٹیشن قائم ہوچکا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

"ہر روز کتنے ہی گاؤں سے فون آتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں، ہمارے پاس پہنچو، تا ہم نظام میں شامل ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو یہ حالت ہے کہ جب کسی گاؤں میں جاتے ہیں تو ان کو جماعت کا تعارف کروانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، بلکہ یہ سارے کام ریڈیوز کے ذریعہ سے پہلے ہی ہوچکے ہوتے ہیں۔"

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 10 جنوری 2014 صفحہ 2)

ان ریڈیو کے ذریعہ تبلیغ اور قبول احمدیت کے چند ایمان افروز واقعات قارئین کے لئے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

"مالی میں ججنی (Didjni) کے علاقے میں، ایک گاؤں سے وہاں ہمارے مبلغ کو فون آیا کہ ہم لوگ بت پرست ہیں مگر ایک لمبے عرصے سے آپ کا ریڈیو سننے کی وجہ سے اب اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے گاؤں میں آکر ہماری بیعت لیں"

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013 الفضل انٹرنیشنل 3 جنوری 2014 صفحہ 1)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں : "مالی سے ایک جگہ کے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دن جماعت کے ریڈیو پر ابوبکر سَو رِن تِیلا صاحب نے ٹیلیفون کیا اور کہا کہ وہ احمدیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں **کیونکہ اسلام کی جو خدمت احمدی کررہے ہیں وہ آج تک کسی بھی مسلم فرقے کو کرنے کی توفیق نہیں ملی**۔ انہوں نے احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ ہی اسلام سیکھا ہے۔ ساری نمازیں بھی انہوں نے احمدیہ ریڈیو کے ذریعہ سے سیکھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تو مسلمانوں کے بچوں کے علاوہ عیسائیوں کے بچے بھی نماز سیکھ رہے ہیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں : "مالی سے ہی بلال صاحب لکھتے ہیں کہ سِیکا سَو کے علاقے میں جماعت کے ریڈیو لگنے کے بعد جماعتی تبلیغی کاموں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور لوگوں کی طرف سے غیر معمولی رِسپانس ملا ہے۔ ایک دن ایک شخص نے ریڈیو پر فون کر کے کہا کہ **اگر یہ ریڈیو دو سال تک سیکاسو میں چلتا رہا تو دو سال بعد تمام سیکاسو احمدی ہوجائے گا۔ انشاءاللہ۔**"

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013 الفضل انٹرنیشنل 10 جنوری 2014 صفحہ 2،9)

صرف نمونۃً چند ایک واقعات لکھے ہیں تا کہ قارئین بالخصوص محمد باقر حسین شاذ صاحب اور ہمارے

معاندین کو اسلام کی خاطر ہماری کوششوں اور جدّوجہد کا کسی قدر اندازہ ہو سکے۔

(11) اس وقت مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے تین چینل پوری دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ واشاعت کا کام کررہے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ سے پوری دنیا میں بیعتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ تین چینلز یہ ہیں۔

MTA(1) - اَلْاُوْلٰی (2)MTA - اَلثَّانِیَہ (3)MTA3 - اَلْعَرَبِیَّہ

☆ 7 جنوری 1994 سے مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا۔

☆ یکم اپریل 1996 سے MTA کی 24 گھنٹے کی سروس شروع ہوئی۔

☆ 23۔ اپریل 2004 کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کے ممالک کے لئے MTA2 کی نشریات کا افتتاح فرمایا۔ اس طرح بیک وقت یورپین زبانوں کے پروگراموں کو یورپ کے وقت کے لحاظ سے نشر کرنے اور پہلے چینل (یعنی MTA1) پر باقی دنیا کے لئے اُردو یا انگریزی کے پروگرام دکھانا ممکن ہوگیا۔

☆ 23 مارچ 2007 بروز جمعۃ المبارک حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دُنیائے احمدیت کو MTA3 - اَلْعَرَبِیَّہ کے مبارک آغاز کی مژدہ جانفزا سُنائی۔ یہ چینل عربوں میں تبلیغ و اشاعت کا کام کرنے اور انہیں امامِ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ کرنے میں ایک اہم رول ادا کررہا ہے۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے قبول احمدیت کے بے حد دلگداز اور ایمان افروز واقعات میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کرنا یقیناً خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

★ ’’سیریا سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کو مبارک ہو، **جس کام میں امتِ مسلمہ ایک ہزار سال سے ناکام ہے اس میں آپ کامیاب رہے ہیں۔** مسلمانوں کو ایم ٹی اے مبارک ہو جو نہ شدت پسندی کی طرف بلاتا ہے، نہ سخت گیری کی ترغیب دیتا ہے۔ مسلمان عورتوں کو جماعت احمدیہ کا وجود مبارک ہو جو ان کو مساوات کی نظر سے دیکھتی ہے۔ **تمام دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل اسلام مبارک ہو۔** بعد اس کے کہ اسلام کا نام باقی رہ گیا تھا اور قرآن کی تحریر باقی رہ گئی تھی۔ **ساری دنیا کو آسمانی نعمت حضرت مسیح موعود کا ظہور مبارک ہو۔** میں بہرہ تھا اب سننے لگا ہوں، اندھا تھا اب دیکھنے لگا ہوں، گمراہ تھا اب راہِ راست پر آیا ہوں، شبہات میں گرفتار تھا اب حقیقی اسلام سے آشنا ہوگیا ہوں۔ **اللہ تعالیٰ اس بگڑی ہوئی امّتِ مسلمہ سے عذاب دُور نہیں کرے گا جب تک وہ اس آسمانی آواز پر لبیک نہیں کہتی۔** آپ لوگ اسلام کے سپاہی ہیں۔ مَیں نے آپ سے سچائی اور دیانت داری سیکھی ہے۔ آپ سے محبت پا کے اُس ساری خلقِ خدا میں تقسیم کرنے کا شوق پیدا ہوا ہے۔ آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013 الفضل انٹرنیشنل 17 جنوری 2014 صفحہ 1)

★ ’’فلسطین سے ایک خاتون لکھتی ہیں کہ جماعت احمدیہ کا تعارف ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہوا۔ کسی اچھے اور مفید چینل کی تلاش میں ایک دن میں چینل بدل رہی تھی اور میں دل میں یہ کہتی جارہی تھی کہ اگر خدا مجھ سے راضی ہے تو وہ میری رہنمائی کے لئے مجھے کوئی مفید چینل مہیا کرے گا۔ اچانک ایک چینل پر میں رُک گئی جس میں کچھ عجیب باتیں نظر آئیں۔ جیسے امام مہدی علیہ السلام، خلیفۃ المسیح، فصیح و بلیغ عبارات اور اشعار وغیرہ۔ یہ سب دیکھ کر میں نے سوچا کہ کیا میں کسی مستقبل کے عالَمِ ثانی میں پہنچ گئی ہوں؟...... ’الحوار المباشر‘ کو باقاعدگی سے دیکھتی رہی اور ایم ٹی اے کے ساتھ لگی رہی۔ باوجود اس کے کہ میں ہر چیز پر تنقید کرتی ہوں، مَیں اس چینل کی تمام باتوں کو قبول کرتی رہی۔ چنانچہ **جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا کلام سنتی ہوں تو بے اختیار بلند آواز سے کہتی ہوں کہ یہ وجود ہر حال میں سچا ہے۔**‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013 الفضل انٹرنیشنل 10 جنوری 2014 صفحہ 2)

★ ’’یمن سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ خدمت کرنے والوں کا میں جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے۔ تمام کارکنان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں خدمات کا بہتر اجر عطا فرمائے۔‘‘

★ ’’موروگورو تنزانیہ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ شہر میں ایم ٹی اے، کیبل نیٹ ورک پر چوبیس گھنٹے دکھایا جاتا ہے اور جماعتی پیغام موروگورو شہر کے ہر گھر میں پہنچ رہا ہے۔ بوہرہ (Bohra) کمیونٹی کے امام کریم بخش صاحب نے ہمارے مبلغ کو بتایا کہ میں آپ کا چینل باقاعدگی سے دیکھتا ہوں۔ آپ حقیقی رنگ میں اسلام کی خدمت کررہے ہیں۔ مبلغ نے ان سے پوچھا کہ آپ کونسا پروگرام زیادہ پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ پروگرام جس میں آپ کے خلیفہ صاحب بچوں کے ساتھ کلاس کرتے ہیں اور بڑے اچھے انداز میں اُن کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ یہ مجھے کئی ہندو اور سکھ صاحبان بھی کہہ چکے ہیں کہ ہم لوگ یہاں بھی لندن میں بھی یہ بچوں کا پروگرام ضرور دیکھتے ہیں۔‘‘ (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013 الفضل انٹرنیشنل 10 جنوری 2014 صفحہ 2)

★ ’’ایک صاحب یمن سے لکھتے ہیں کہ ایک عرصہ سے ایم ٹی اے دیکھتا تھا۔ ایک صحافی اور محقق ہونے کے ناطے حقیقتِ حال جاننے کا شوق تھا...... ایک جماعت احمدیہ ہے جو حقیقی مہدی کو مان کر اس کی پیروی کررہی ہے۔‘‘

★ ’’ایک صاحب مراکش سے لکھتے ہیں، 2009ء میں مجھے جماعت احمدیہ سے تعارف حاصل ہوا اور یقین ہوگیا کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ مسیح موعود ہیں جن کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی۔‘‘

★ ’’مدینہ منورہ سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ساری دنیا میں اسلام پھیلانے کی اس مساعی پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔‘‘

★ ’’سعودی عرب سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود کی تصویر اور حضور علیہ السلام کا دعویٰ ایم ٹی اے پر سنا، اُسی وقت اُس کی تصدیق کی ہے۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 31/اگست 2013 الفضل انٹرنیشنل 10 جنوری 2014 صفحہ 1)

(12) اسلام کی تبلیغ واشاعت میں خلیفہ وقت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ ہر قسم کا جہاد آپ کی تابعداری، اطاعت و فرمانبرداری کے دائرہ میں رہ کر اور آپ کے پیچھے چل کر کررہی ہے۔ خلیفہ کے وجود نے پوری جماعت کو اتحاد واتفاق کے مضبوط دھاگے میں باندھا ہوا ہے۔

مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضور پُرنُور نے درج ذیل ممالک کا دَورہ کیا۔

جرمنی، ہالینڈ، فرانس، غانا، بورکینا فاسو، بینن، نائیجیریا، کینیڈا، سوئزرلینڈ، بیلجئیم، سپین، نیروبی، کینیا، تنزانیہ، یوگینڈا، ڈنمارک، سویڈن، ناروے، ماریشس، بھارت، سنگاپور، آسٹریلیا، فجی، نیوزی لینڈ، جاپان، یو ایس اے، اٹلی، آئرلینڈ وغیرہ۔ ان میں کئی ممالک ایسے ہیں جن کا حضور نے متعدد دفعہ دورہ کیا۔ یہ دَورے جہاں جماعت کے افراد کو خلیفہ وقت سے عشق و محبت میں بڑھاتے ہیں وہاں ان کا غیروں پر بھی بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ حضور پُرنُور فرماتے ہیں :

’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب بھی میں مختلف ممالک کے دوروں پر گیا ہوں اور جماعتوں کے دوروں پر جاتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کے ذریعہ اسلام کی نئی شان غیروں پر ظاہر ہوتے دیکھتا ہوں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 29/جون 2012ء تا 05/جولائی 2012ء صفحہ 6)

دورہ جرمنی 2013ء کے اختتام پر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی تائیدات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے 5 جولائی 2013ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا :

’’ہر سفر جو مَیں کرتا ہوں اپنے رنگ میں اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کو لئے ہوئے ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں جلسہ سالانہ جرمنی ہوا اور مَیں نے وہاں شمولیت کی...... جرمنی میں جرمن لوگوں اور جرمن پریس میں اس دفعہ اتنی دلچسپی ظاہر ہوئی ہے کہ جو پہلے نہیں ہوتی تھی۔ مسجدوں کے سنگِ بنیاد کی تقاریب ہوئیں۔ مسجدوں کے افتتاح کی تقاریب ہوئیں۔ پہلے سے بڑھ کر مقامی لوگوں کی دلچسپی نظر آئی۔ انتظامیہ کی بھی دلچسپی نظر آئی پڑھے لکھے لوگوں کی دلچسپی نظر آئی، بلکہ چرچوں کے پادریوں کی بھی دلچسپی نظر آئی۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 26/جولائی 2013ء تا یکم اگست 2013ء صفحہ 5)

ہر دورہ جو کسی ملک کا حضور فرماتے ہیں لاکھوں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچتا ہے۔

ذیل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کچھ اہم خطابات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان خطابات کے ذریعہ دُنیا کے بڑے بڑے سیاستدانوں اور دانشوروں کو اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے کا موقع ملا اور اُن کے ذہن میں اسلام کے تئیں جو غلط فہمیاں تھیں وہ دُور ہوئیں۔ اور اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام و مرتبہ کو پہچانا۔

(1) 27 جون 2012ء کو کیپیٹل ہِل واشنگٹن امریکہ میں سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی مرتبہ مملکت امریکہ کے قانون ساز ادارے کے کئی ارکان کے سامنے اسلامی تعلیم کے ذریعہ امن عالم کے قیام پر بصیرت افروز روشنی ڈالی۔

(2) 4 دسمبر 2012ء بروز منگل (یورپین پارلیمنٹ (برسلز، بیلجئیم) میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امن عالم کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کے حل پر مشتمل نہایت اہم، تاریخی اور بصیرت افروز خطاب بزبان انگریزی فرمایا۔ اس تاریخ ساز تقریب میں 30 یورپین ممالک کے دوصد سے زائد حکومتی اور دوسرے اہم شعبوں سے تعلق رکھنے والے نمائندگان شامل ہوئے جن میں 20 یورپین ممبران پارلیمنٹ، مختلف یورپین ممالک کے نیشنل ممبران پارلیمنٹ، 19 ڈپلومیٹس، یونیورسٹیز کے پروفیسرز اور دیگر اہم سیاسی شخصیات شامل تھیں۔

(3) 22/اکتوبر 2008ء کو حضور پُرنور نے برٹش پارلیمنٹ کے ہاؤس آف کامنز میں خطاب فرمایا۔

(4) 30 مئی 2012ء کو بمقام کوبلنز جرمنی وہاں کے ملٹری ہیڈکوارٹر میں حضور انور نے خطاب فرمایا۔ اور ملٹری آفیسروں کے اسلام سے متعلق سوالات کے جوابات دیئے۔

(5) سال 2004 سے ہر سال طاہر ہال لندن میں امن کانفرنس منعقد کی جاتی ہے جس میں حضور امن سے متعلق اسلامی تعلیم پیش فرماتے ہیں۔ کانفرنس میں کثیر تعداد میں غیر مسلم معزّزین بھی شرکت فرماتے ہیں۔

اسلام کی تبلیغ واشاعت کی خاطر جماعت احمدیہ کی طرف سے کی جانے والی کوششوں کی ایک ادنیٰ جھلک ہم نے پیش کی ہے۔ جو ہم پر کفر کا الزام لگاتے ہیں اور خود کو ’سچّا مسلمان‘ کہتے ہیں وہ اسلام کی خاطر اپنی ایثار و قربانی کا کچھ نمونہ پیش کریں تو ہم بھی جانیں کہ اُنہیں اسلام کا کتنا درد ہے؟ (منصور احمد مسرور) ☆

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے

اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کا حقیقی ادراک عطا فرمائے اور ہمارا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا ہو

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16 مئی 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں ذکر ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہو کر قرآنی احکامات اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو سمجھا کیونکہ توحید کا حقیقی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کے بغیر سمجھ آ ہی نہیں سکتا نہ ہی قرآن کریم کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لئے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کو سمجھنا بھی ضروری ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جو لا الہ الا اللہ کا حقیقی اور عملی نمونہ اور مثال ہیں۔ بہر حال آج میں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا جو توحید کے بارے میں آپ نے بیان فرمائے کہ سچی توحید کیا ہے؟ توحید کی حقیقت کیا ہے؟ کس طرح عمل کرنے سے انسان حقیقی موحد کہلا سکتا ہے۔

سورۃ الناس کی تفسیر میں الہ الناس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس سورت میں خدا تعالیٰ نے رب الناس فرمایا پھر ملک الناس اور آخر میں الہ الناس۔ جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان کا ہے الہ کہتے ہیں مقصود معبود اور مطلوب کو اور لا الہ الا اللہ کے معنی یہی ہیں کہ لا معبود لی ولا مقصود لی ولا مطلوب لی الا اللہ۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مقصود نہیں کوئی مطلوب نہیں کوئی معبود نہیں۔ فرمایا کہ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح اور ستایش کا مستحق اللہ تعالیٰ کو ہی ٹھہرایا جائے۔ جتنی بھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کی جائیں جو تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی جاتی ہیں اور اسی کو ہی زیب دیتی ہیں اور یہی حقیقی توحید ہے۔

فرمایا کہ توحید تبھی پوری ہوتی ہے کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو لا الہ الا اللہ کے معنی یہی ہیں۔ فرمایا صوفیوں نے الہ کے لفظ سے محبوب، مقصود، معبود مراد لی ہے جب تک انسان کامل طور پر اس پر کاربند نہیں ہوتا اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔ (لا الہ الا اللہ پر حقیقی طور پر کاربند ہو تبھی اسلام کی محبت اور عظمت قائم ہوگی ورنہ صرف باتیں ہیں)

توحید کی حقیقت اور ایک مؤمن کا کیا معیار ہونا چاہئے اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ حکام کی طرف جھکے ہوئے ہیں اور ان سے انعام یا خطاب پاتے ہیں ان کے دل میں ان کی عظمت خدا کی سی عظمت داخل ہو جاتی ہے۔ وہ ان کے پرستار ہو جاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا استیصال کرتا ہے (توحید کے معیار کو ختم کر دیتا ہے) اور انسان کو اس کے اصل مقصد سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسباب اور توحید میں تناقض نہ ہونے پاوے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے اور مآل کار توحید پر جا ٹھہرے۔ وہ انسان کو یعنی انبیاء انسان کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ ساری عزتیں سارے آرام اور حاجات براری کا متکفل خدا ہی ہے۔ پس اگر اس کے مقابل میں کسی اور کو بھی قائم کیا جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ دو ضدوں کے تقابل سے ایک ہلاک ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید قائم ہو۔ رعایت اسباب کی جاوے اسباب کو خدا نہ بنایا جاوے۔ (اسباب کو استعمال کرنا ضروری ہے جو ذرائع اللہ تعالیٰ نے مہیا کئے ہیں وسائل مہیا کئے ہیں ان کو استعمال کرو لیکن ان کو خدا نہ بناؤ توحید کو مقدم رکھو) اسی توحید سے ایک محبت خدا تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع ونقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ محسن حقیقی وہی ہے۔ ذرہ ذرہ اسی سے ہے کوئی دوسرا درمیان نہیں آتا۔ جب انسان اس پاک حالت کو حاصل کرے تو وہ موحد کہلاتا ہے۔ (جب یہ حالت ہو جائے گی مکمل انحصار خدا تعالیٰ پر ہو جائے گا کوئی دوسرا درمیان میں نہیں ہوگا تبھی موحد کہلاؤ گے) غرض ایک حالت توحید کی یہ ہے کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی چیز کو خدا نہ بنائے بلکہ ان کو خدا بنانے سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے اور دوسری حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گزرے۔ (یعنی اسباب جو ہیں انہی پر زیادہ زیادہ انحصار نہ کرے حد سے زیادہ نہ بڑھے انہی پر چارہ نہ کرے مدار نہ رکھے اپنا صرف)

فرمایا کہ تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جاوے (توحید قائم کرنے کے لئے تیسری چیز یہ ہے کہ اپنے نفس کو بھی مٹا دو اس کی غرضیں جو ہیں ذاتی نفسانی اغراض جو ہیں ان کو ختم کر دو) اور اس کی نفی کی جاوے۔ بسا اوقات انسان کے زیرِ نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے (اکثر یہ ہوتا ہے کہ انسان بعض کاموں میں اپنی خوبی اپنی طاقت پر انحصار کر رہا ہوتا ہے اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے) کہ فلاں نیکی میں نے اپنی طاقت سے کی ہے۔ انسان اپنی طاقت پر ایسا بھروسہ کرتا ہے کہ ہر کام کو اپنی قوت سے منسوب کرتا ہے۔ انسان موحد ہوتا ہے کہ جب اپنی طاقتوں کی بھی نفی کر دے۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ توحید اور شرک فی الاسباب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ توحید اس کا نام نہیں کہ صرف زبان سے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ کہہ لیا بلکہ توحید کے یہ معنی ہیں کہ عظمت الٰہی بخوبی دل میں بیٹھ جاوے اور اس کے آگے کسی دوسری شئے کی عظمت دل میں جگہ نہ پکڑے۔ ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون کا مرجع اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کو سمجھا جاوے اور ہر ایک امر میں اسی پر بھروسہ کیا جاوے کسی غیر اللہ پر کسی قسم کی نظر اور توکل ہرگز نہ رہے اور خدا تعالیٰ کی ذات میں اور صفات میں کسی قسم کا شرک جائز نہ رکھا جاوے۔ فرمایا کہ الغرض مخلوق پرستی کو اب کوئی نہیں مانتا۔ ہاں اسباب پرستی کا شرک اس قسم کا شرک ہے کہ اس کو بہت سے لوگ نہیں سمجھتے۔ مثلاً کسان کہتا ہے کہ جب تک کھیتی نہ کرونگا اور وہ پھل نہ لاوے گی تب تک گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہر ایک پیشہ والے کو اپنے پیشہ پر بھروسہ ہے اور انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اگر ہم یہ نہ کریں تو پھر زندگی محال ہے۔ اس کا نام اسباب پرستی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان نہیں ہے پیشہ وغیرہ تو درکنار پانی ہوا غذا جن اشیاء پر مدار زندگی ہے یہ بھی انسان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک خدا تعالیٰ کا اذن نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کا ایک الہام ہے کہ انت منی وأنا منك۔ تو آپ سے سوال کیا گیا کہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں تو یہ تو توحید کے خلاف ہے کہ تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے۔ فرمایا کہ أنت منی تو بالکل صاف ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہو سکتی میرا ظہور محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ہی ہے اور اسی سے ہے۔ (یعنی أنت منی کا مطلب ہی یہ ہے کہ جو کچھ ملا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملا ہے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے)

پھر انا منك کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں: اس کی حقیقت سمجھنے کے واسطے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا انسان جو نیستی کے کامل درجہ پر پہنچ کر ایک نئی زندگی اور حیات طیبہ حاصل کر چکا ہے اور جس کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا ہے انت منی۔ جو اس کے قرب اور معرفت الٰہی کی حقیقت سے آشنا ہونے کی دلیل ہے اور یہ انسان خدا تعالیٰ کی توحید اور اسکی عزت و عظمت اور جلال کے ظہور کا موجب ہوا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک عینی اور زندہ ثبوت ہوتا ہے اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا اللہ تعالیٰ کا ظہور اس میں ہو کر رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے۔ اس حالت میں جب اس کا وجود خدا نما آئینہ ہو اللہ تعالیٰ ان کے لیے یہ کہتا ہے کہ وانا منك اور ایسا انسان جس کو انا منك کی آواز آتی ہے اس وقت دنیا میں آتا ہے جب خدا پرستی کا نام ونشان مٹ گیا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی چونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے اور خدا شناسی اور خدا رسی کی راہیں نظر نہیں آتیں اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اور محض اپنے فضل وکرم سے اس نے مجھ کو مبعوث کیا ہے تا میں ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ سے غافل اور بیخبر ہیں اس کی اطلاع دوں اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اس طرف آئیں انہیں خدا تعالیٰ کو دکھلا دوں۔ اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا۔ انت منی وانا منك فرمایا میں پھر کہتا ہوں کہ اسلام کی اصل جڑ توحید ہے یعنی خدا تعالیٰ کے سوا کوئی چیز انسان کے اندر نہ ہو اور خدا اور اس کے رسولوں پر طعن کرنے والے نہ ہوں۔ خواہ کوئی بلا یا مصیبت اس پر آئے۔ کوئی دکھ یا تکلیف یہ اٹھائے مگر اس کے منہ سے شکایت نہ نکلے۔ بلا جو انسان پر آتی ہے وہ اس کے نفس کی وجہ سے آتی ہے۔ خدا تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔ ہاں کبھی کبھی صادقوں پر بھی بلا آتی ہے مگر دوسرے لوگ اسے بلا سمجھتے ہیں درحقیقت وہ بلا نہیں ہوتی۔ وہ ایلام برنگ انعام ہوتا ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق بڑھتا ہے اور ان کا مقام بلند ہوتا ہے۔ اس کو دوسرے لوگ سمجھ نہیں سکتے لیکن جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا اور ان کی شامت اعمال ان پر کوئی بلا لاتی ہے تو وہ اور بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ پس ہمیشہ ڈرتے رہو اور خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو تا ایسا نہ ہو کہ تم خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے والوں میں ہو جاؤ۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے اس کو ایسی توفیق عطا کی۔ وہ اس بات پر قادر ہے کہ ایک قوم کو فنا کر کے دوسری پیدا کر دے۔ یہ زمانہ لوط اور نوح کے زمانہ سے ملتا ہے۔ بجائے اس کے کہ کوئی شدید عذاب آتا اور دنیا کا خاتمہ کر دیتا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اصلاح چاہی ہے اور اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔

بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہماری بھی کہ اس تعلیم کو سمجھیں۔ توحید کی حقیقت کو سمجھیں۔ فرمایا کہ ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سُستی غافل نہ کر دے۔ (دوسرے لوگوں کی اور دین کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف محبت نہیں ہے تو اپنے دل بھی کہیں سخت نہ کر لیں دیکھا دیکھی۔ فرمایا انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضا وقدر کی کس کو خبر ہے۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے۔ قضا وقدر کا سلسلہ اور ہے اور وہی سچا سلسلہ ہے جو قضا وقدر کا ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ اسے کیا معلوم ہے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے۔ دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے۔ ہمیشہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کا حقیقی ادراک عطا فرمائے اور ہمارا ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والا ہو۔ ❁

EDITOR
MUNIR AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly **BADR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 29th May 2014 IssueNo.22

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

آج جبکہ شرک کے ساتھ دہریت بھی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کے ماٹو کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں

ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کرکے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9رمئی 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ہم خاص طور پر غیروں کے سامنے یہ نعرہ پیش کرتے ہیں۔ اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ یا اس کے افراد دوسروں کے لئے بغض و کینہ رکھتے ہیں۔ یہ بات ہی غلط ہے کہ اسلام ظلم و تعدی اور بربریت کا مذہب ہے۔ پس اگر ہم کسی بھی قسم کی خدمت انسانیت کرتے ہیں ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو یہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کر کے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے۔

پس اگر احمدیوں کو ''محبت سب سے'' کا صحیح ادراک حاصل کرنا ہے تو ہمیں اپنے آقا اور محسن انسانیت سے اس کے طریق سیکھنے ہیں اور یہ ہم تبھی کر سکتے ہیں جب خود اپنی توحید کے معیاروں کو بھی ماپیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور ہمدردی کے جذبات کی ایک مثال کہ جب قوم کی طرف سے ظلم و تعدی کی انتہا ہوتی ہے تو آپؐ تباہی کی دعائیں نہیں کرتے بلکہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ان کے فائدے کے لئے ہے۔

پس محبت صرف اپنوں کے لئے، ہمدردی صرف اپنوں سے ہی نہیں بلکہ دوسروں سے بھی محبت اور ہمدردی کے وہی معیار ہیں۔ صرف اور صرف ایک درد ہے کہ توحید کا قیام ہو جائے تا کہ دنیا تباہی سے بچ جائے۔ آج بھی دنیا میں ہزاروں قسم کا شرک پھیل چکا ہے اور نہ صرف شرک بلکہ خدا کے وجود سے ہی ایک بڑا حصہ دنیا کا انکاری ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کے لئے اور توحید کے قیام کے لئے ہمیں بھی اس چیز کو اپنانے کی ضرورت ہے جس کا سبق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نمونے سے ہمیں دیا ہے۔ ہمیں صرف اس بات پر نہیں خوش ہو جانا چاہئے کہ ایک نعرہ ہم نے لگا لیا جسے دنیا پسند کرتی ہے اور مختلف جگہوں پر ہماری واہ واہ ہو جاتی ہے اس بات پر۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ہے ایک ذریعہ اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش ہوئی ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ دنیا کی نظر میں پسندیدہ بننے کے لئے صرف نعرے نہ لگائیں یا یہ اظہار نہ کریں بلکہ اپنے مقصد کے حصول کا بھی نعرہ لگائیں اس زمانے میں ہم وہ خوش قسمت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے ہمدردیٔ خلق اور محبت کے اصول اپنانے کے لئے چنا ہے اور آپ نے ہمیں وہ اصول سکھائے اور تعلیم دی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دین کے دو ہی حصے ہیں ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا۔

حضور انور نے فرمایا کہ کچھ عرصہ ہوا مجھے احساس ہوا کہ خدمت انسانیت کے لئے جو ہمارا ادارہ ہے ہیومینٹی فرسٹ کے نام سے اس کے کام کرنیوالوں اور شاید انتظامیہ کو یہ خیال ہو گیا ہے کہ دین سے بالکل اپنے آپ کو علیحدہ کرنا ہے اور اگر علیحدہ کر کے خدمت کریں تو شاید ہماری دنیا میں زیادہ آؤ بھگت ہو گی۔ تو یہاں مرکزی انتظامیہ کو میں نے کہا کہ آپ کی اہمیت اس لئے ہے کہ دین سے جڑے ہوئے ہیں جماعت کا کہیں نہ کہیں نام آتا ہے۔ اگر کہیں حسب ضرورت جماعت کا نام بھی استعمال کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ پیش نظر رہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے خدمت انسانیت کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بندوں کے حقوق ادا کرو اس لئے ہم نے خدمت انسانیت کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے۔ بغیر اس کے خدمت انسانیت کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔

انہیں تو یہ بات سمجھ آ گئی لیکن باقی ممالک میں جو ہیومینٹی فرسٹ کی شاخیں ہیں ان کے کارکنوں اور انتظامیہ کو جن میں تقریباً سارے احمدی ہی ہیں الا ماشاء اللہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کے کام میں برکت اسی وقت پڑے گی جب خدا تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کریں گے اور اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا بنانے کی کوشش کریں گے اور اپنے کاموں کو دعاؤں سے شروع کریں گے۔ اس کے بغیر ہمارے کسی کام میں برکت نہیں پڑ سکتی۔ چاہے اپنی عقل سے منصوبہ بندی کرتے رہیں۔

اب میں ''محبت سب کے لئے'' کے نعرے کی طرف آتا ہوں جو بات میں کر رہا تھا۔ تو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بے شک خدمت خلق اور ہمدردیٔ خلق اور محبت پھیلانے اور دشمنیاں ختم کرنے کی نیکی ایک بہت بڑی نیکی ہے لیکن صرف یہی نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ اگر ہم نے یہ کر لیا تو سب کچھ پا لیا جیسا کہ پہلے بھی میں بتا آیا ہوں کہ یہ نعرہ اس مقصد کے حصول کا ایک حصہ ہے۔ اس منزل کی طرف بڑھنے کا ایک قدم ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور آپ کی غلامی میں اس زمانے میں اس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور وہ مقصد ہے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا صحیح ادراک پیدا کرنا۔ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے تمام احکامات پر چلنے کی کوشش کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنا مطمح نظر اور مقصد بنانا اور اس کے حصول کے لئے مقدور بھر کوشش کرنا کیونکہ یہی چیز ہے جس سے ہر قسم کے اعلیٰ اخلاق اور نیکیوں کے حصول کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کے تمام احکام اپنی اپنی جگہ پر بہت عمدہ اور مفید ہیں لیکن لا الہ الا اللہ سب پر حاوی ہے۔ پس یہ اصل ماٹو ہے جسے ہمیں ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ توحید کی حقیقت اور اس کے قیام پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ انسان بت پرستی نہ کرے یا کسی انسان کو خدا تعالیٰ کے مقابل پر زندہ نہ مانے یا کسی کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائے بلکہ دنیا کے ہر کام میں توحید کا تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سونے کے وقت اور وضو کے وقت بھی توحید کا اقرار فرمایا کرتے تھے۔ جب بھی کسی انسان کو دنیا کے کسی کام پر بھروسہ یا انحصار ہو گیا تو وہ انسان شرک کے مقام پر جا ٹھہرا اور اس کے موحد ہونے کا دعویٰ پھر باطل ہو جاتا ہے کیونکہ توحید کی لازمی شرط ہے کہ انسان صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر ہی تکیہ رکھے اور بھروسہ کرے۔ توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر کام میں خواہ دینی ہے یا دنیاوی انسان کی نظر صرف ایک خدا کی طرف اٹھے۔ پس بے شک اپنی جگہ تمام نیک فقرات عمدہ اور اچھے ماٹو ہیں لیکن کامل موحد بننے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کی نظر سے ہر ایک چیز غائب ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے لئے ہر چیز کالعدم ہو جائے۔ پس حقیقی ماٹو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے جس میں تمام نیکیاں جمع ہو جاتی ہیں اور توحید کو سمجھنے کے لئے جو دقتیں ہیں ان کا حل بھی ہمیں یہی بتاتا ہے۔ دقتیں دور کرنے کے لئے کوئی نمونہ ہونا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ نمونہ ہے جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک فقرے میں یوں بیان فرمایا تھا کہ کان خلقه القران۔ اس ایک فقرے میں توحید کا اعلیٰ معیار بھی بیان ہو گیا احکام قرآن کے عملی نمونے کا معیار بھی قائم ہو گیا اور احکامات کی تفصیل بھی سامنے آ گئی۔ پس جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھ لیا اس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اور جس نے خدا تعالیٰ کو سمجھ لیا اس نے سب کچھ ہی سمجھ لیا کیونکہ شرک ہی تمام بدیوں غفلتوں اور گناہوں کی جڑ ہے اور توحید پر قائم ہونے کے بعد انسان میں اعلیٰ اخلاق علم، عرفان، تمدن، سیاست اور دوسرے فنون میں کمال سب کچھ آ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور ایک تریاق ہے جس میں تمام امراض کا علاج ہے۔ پس ہمارا ماٹو جو خود بخود خدا تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے وہ لا الہ الا اللہ ہے۔

باقی تفصیلات ہیں جو نصیحت کے طور پر کام آ سکتی ہیں۔ اس زمانے میں چونکہ دجال اپنی تمام طاقت کے ساتھ دنیا میں رونما ہوا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ میں دنیا کو دین پر مقدم رکھوں گا۔ دجال کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کو دین پر مقدم کرنا ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کے مقابل پر ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا نعرہ لگائیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی شرائط بیعت میں یہ فقرہ شامل فرمایا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ اپنے اوپر ہم دین کی تعلیم لاگو رکھیں گے اور ہر مخالف کے اعتراض کے مقابل پر اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھائیں گے اور یہ سب اس لئے کہ ہم لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کو دنیا میں قائم کرنے والے بنیں۔ ہم نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت اس مقصد کے حصول کے لئے کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ فرمایا تھا کہ خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَاأَبْنَاءَ الْفَارِسِ یعنی اے ابنائے فارس توحید کو مضبوطی سے پکڑو۔ ابنائے فارس سے مراد صرف آپ کا خاندان ہی نہیں ہے بلکہ تمام جماعت روحانی لحاظ سے ابنائے فارس کے ماتحت آتی ہے اور یہ حکم تمام جماعت کے لئے ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ مصیبت کے وقت انسان کسی خاص چیز کو پکڑتا ہے۔ فرمایا کہ تم مصائب کے وقت توحید کو پکڑ لیا کرو کہ اس کے اندر باقی تمام چیزیں ہیں۔ پس ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کے ماٹو کو ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔ آج جبکہ شرک کے ساتھ دہریت بھی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے شرک کی ایک قسم ہے یا شرک دھریت کی قسم ہے ہم اپنے آپ کو ایک نعرے پر محدود کر کے اور اس پر اکتفا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے نہیں بن سکتے۔ نہ ہی ہم انسانیت کی خدمت کے زعم میں اپنی نمازوں اور عبادتوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جو ایسا کرتا ہے یا کہتا ہے اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ پس ہمیں اپنے حقیقی مطمح نظر اور مقصود کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم تمام دینی و دنیاوی انعامات کے حاصل کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان